میثم عباس قادری رضوی

نمبر 76

مولوی حسین علی واں بھچری دیوبندی کے پردادا مرشد کی اردو میں لکھی گئی کتاب کا ترجمہ

صداقت مسلکِ اہلِ سنّت

اُردو ترجمہ

تحقیق الحق المبین

بجواب مسائلِ اربعین

تصنیفِ لطیف حضرت غوثِ دوران مولانا شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ و رضوانہٗ

ترجمہ اُستاذ العلماء حضرت مولانا محمد شریف ہزاروی مدظلہٗ مدرس جامعہ فاروقیہ رضویہ گوجرانوالہ

منجانب: بزمِ رضا ضلع گوجرانوالہ

ملنے کا پتہ

بزمِ رضا ضلع گوجرانوالہ

معرفت مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

سلسلہ مطبوعات نمبر ۱



نام کتاب ——— تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ المسائل اربعین
اردو ترجمہ

مصنف ——— عارف باللہ حضرت شاہ احمد سعید مجددی علیہ الرحمۃ

مترجم ——— استاذ العلماء حضرت مولانا محمد شریف ہزاروی مدظلہٗ

سائز ——— ۲۲×۱۸/۸

کل صفحات ——— ۸۸ صفحات

ہدیہ ——— دعائے خیر بحق معاونین بزم رضا

بار اول ———

تعداد ——— ایک ہزار

ملنے کا پتہ

بزم رضا معرفت مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دار السلام گوجرانوالہ

(نوٹ) بیرونجات کے حضرات ۴ پیسے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت حاصل کریں۔

فہرست مضامین

انتساب

بزمِ رضا اپنی اس پہلی پیش کش کو امام اہمالسنت مجدّدِ برحق اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے منسوب کرتی ہے جن کی کوششوں نے شاتمانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے بند باندھ دیا۔ اور جنہوں نے حق اور باطل کے درمیان حدِ فاصل قائم کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ کر دیا اور آئندہ پیدا ہونیوالی نسلوں کو آدابِ مصطفےٰ اور عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا راستہ دکھایا۔

بزمِ رضا گوجرانوالہ

الدرر السنیہ اردو

فی الرد علی الوہابیۃ

محمد ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کے متبعین کے مکمل و صحیح حالات

نیز اس میں بے شمار احادیث سے ثابت کیا گیا ہے۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نجدیوں سے سخت نفرت تھی

مصنفہ حضرت شیخ الاسلام مفتی حرم محترم مفتی شافعیہ

سید احمد دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

ہدیہ صرف ۳ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر سوانح مصنّف کتاب ہذا

پیدائش: یکم ربیع الآخر ۱۲۱۷ھ / ۳۱ جولائی ۱۸۰۲ء کو ریاست رام پور میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ حضرت امام ربانی قیوم زمانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ (م ۱۰۳۴ھ) کی اولاد مبارک سے تھے سلسلہ نسب یوں ہے۔ (حضرت) شاہ احمد سعید بن ابوسعید بن شیخ صفی القدر بن شیخ عزیز القدر بن شیخ محمد عیسیٰ بن شیخ سیف الدین بن خواجہ محمد معصوم بن حضرت شیخ احمد سرہندی قدس اللہ اسرارہم یعنی آپ کا سلسلہ نسب سات واسطوں سے امام ربانی قدس سرہٗ پر جا ملتا ہے۔ اور چونتیس واسطوں سے امیر المومنین غیظ المنافقین خلیفہ ثانی حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

آپ کے پیرومرشد حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمۃ[1] بچپن سے ہی آپ پر بہت شفیق تھے۔ جب آپ کے والد ماجد حضرت شاہ صاحب سے بیعت ہونے کے لئے گئے تو حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمۃ کو بھی ہمراہ لے گئے اور حضرت شاہ صاحب سے بیعت فرمائی۔ اس وقت آپ کی عمر دس سال سے کم تھی۔ شاہ صاحب آپ سے بہت محبت کرتے اکثر فرماتے

[1] مولوی سرفراز صاحب گکھڑوی کے چھوٹے بھائی صوفی عبدالحمید صاحب سواتی حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمۃ کے متعلق (شجرہ طریقت) ہشت سلاسل میں یوں لکھتے ہیں: "الٰہی بحرمت شیخ الشیوخ مجدد مائۃ ثلالث نائب والبشر خلیفہ خدا مروج شریعت مصطفےٰ حضرت مولانا عبداللہ المعروف بہ شاہ غلام علی دہلوی" تحفۃ ابراہیمیہ مترجم طبع دوم صد ۱۰۳ اشرف علی تھانوی صاحب نے یوں حکایت بیان کی (بزبان ایک بزرگ) بہت بڑے شخص ہیں ان کی ولایت میں طریقت کے تمام نہریں بہتی ہیں (خلاصہ ارواح ثلاثہ صد ۱۲۹)

میں نے لوگوں سے ایک بچہ طلب کیا تھا کسی نے نہیں دیا ابوسعید نے دے کر میری طلب پوری کردی یعنی اپنا بیٹا شاہ احمد سعید مجھے دے دیا۔ پیر و مرشد حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ (جن کو دیوبندی عالم نے نائب خیر البشر اور خلیفہ خدا لکھا ہے۔) نے اپنے رسالہ کمالات مظہری میں آپ کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

"حضرت احمد سعید فرزند حضرت ابوسعید بہ علم و عمل و حفظ قرآن مجید و احوالِ نسبت شریفہ قربت است بہ والد ماجد خود (کمالات مظہری) بحوالہ مقدمہ اثبات المولد والقیام عربی اقبال مجددی صاحب۔

حضرت شاہ احمد سعید نے کتب تصوف مرشد پاک سے سبقاً پڑھیں اور مروجہ تعلیم کی تحصیل مفتی شرف الدین صاحب۔ شاہ سراج احمد صاحب مجددی۔ مولوی محمد اشرف صاحب اور مولوی نور محمد صاحب سے کی[1] نیز آپ نے حضرت سیف اللہ المسلول جناب مولانا فضل رسول بدایونی قدس سرہٗ سے بھی استفادہ کیا[2]

حضرات مجددیہ کا سلوک اول سے آخر تک حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ سے حاصل کیا اور شاہ صاحب قبلہ نے ہی آپ کو خلعت سے نوازا لیکن چونکہ آپ نے جمیع مقامات میں اپنے والد بزرگوار[3] سے بھی توجہات لیں اس لئے شجرہ میں آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی بھی لیا جاتا ہے۔

۱۲۴۹ھ میں آپ کے والد بزرگوار جب حج کے لئے تشریف لے گئے تو خانقاہ شریف حضرت شاہ احمد سعید کے حوالے کی جہاں آپ نے طالبانِ حق کو چوبیس سال

حاشیہ [1] مقدمہ اثبات المولد والقیام عربی۔ [2] مقدمہ سیف الجبار۔

[3] صوفی عبدالحمید صاحب سواتی دیوبندی آپ کے متعلق ہشت سلاسل میں یوں رقمطراز ہے۔ "الشیخ بحرت غوث دوران قطب زماں حضرت شاہ ابوسعید احمدیؒ (تحفہ ابراہیمیہ ص۱۴۳، ص۴۹۔)

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی شاہ عبدالغنی صاحب برادر حضرت شاہ احمد سعید صاحب کی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شاہ عبدالغنی صاحب نے حدیث زیادہ تر اپنے والد ماجد عارف حقانی پیر طریقت شیخ وقت حضرت ابوسعید دہلوی قدس سرہٗ سے پڑھی۔ تذکرۃ الرشید ۱/۲۰۲ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند دیباچہ۔

سات ماہ تک فیض یاب کیا۔ (المناقب احمدیہ بحوالہ مقدمہ اثبات المولد عربی)

۱۲۷۴ ہجری / ۱۸۵۷ عیسوی میں ہندوستان کے جید علمائے اہل سنت مثل حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی مفتی صدر الدین صاحب مفتی عنایت احمد کاکوروی وغیرہ نے جابر برطانیہ کے خلاف فتویٰ جہاد دیا تو آپ نے بھی حمایت کی اور ڈٹ کر انگریز کے خلاف تحریک چلائی۔ جہاد کی مخالفت کرنیوالوں میں وہابی دیوبندی طبقہ کے علماء ہی تھے جنہوں نے جہاد میں حصّہ لینے والوں کو بدکردار باغی مفسد اور حرام موت مرنے والے قرار دیا دیکھو اقتصاد فی مسائل الجہاد و تذکرہ رشید ج ا وغیرہ۔ مذکورہ بالا واقعہ کی تائید میں مولوی اسماعیل پانی پتی کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

ہنگامہ ۱۸۵۷ء میں پورے جوش کے ساتھ انگریزوں کے خلاف جنگ میں حصّہ لینے والے وہ سب کے سب علمائے کرام شامل تھے جو عقیدۃً حضرت سید احمد اور حضرت شاہ اسمٰعیل کے شدید ترین دشمن تھے جنہوں نے حضرت شاہ اسمٰعیل کے رد میں کتابیں لکھیں اور اپنے شاگردوں کو لکھنے کی وصیت کی۔ (حاشیہ مقالات سرسید حصہ شانزدہم ص۲۵۲)

مزید تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں اس کے لئے ایک علیحدہ دفتر درکار ہے۔ ویسے بھی علمائے اہل سنت اس مسئلے پر کافی لکھ چکے ہیں تفصیل کے لئے دیکھیں۔

ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور فضل حق اور سن ستاون و امتیاز حق وغیرہ خود وہابی دیوبندی مکتب فکر کی کتب بھی شاہد ہیں مثلاً حیات طیبہ مرزا حیرت دہلوی۔ سوانح احمدی جعفر تھانیسری۔ مکالمۃ الصدرین۔ تذکرۃ الرشید الاقتصاد وغیرہ۔ تحریک کے دوران جب حالات نے اتنی سنگین صورت اختیار کرلی تو اکثر و بیشتر علماء و مشائخ بلاد اسلامیہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے تو آپ نے بھی بعد از استخارہ مسنونہ مع اہل و عیال حرمین شریفین کی طرف ہجرت کا فیصلہ کیا۔ راستے کے بے شمار مصائب برداشت کرتے ہوئے آپ خانقاہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان اپنے خلیفہ حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری[1]

[1] مولوی حسین علی واں بھچروی نے حضرت حاجی صاحب کی شان بایں الفاظ بیان کی (باقی حاشیہ ص۱۰ کے نیچے)

علیہ الرحمۃ کے پاس تشریف لے گئے حاجی صاحب نے بڑی نیاز مندی سے خوش آمدید کہا۔ آپ نے نہ صرف اپنے تمام مریدین بلکہ خانقاہ دہلی بھی حضرت حاجی دوست محمد علیہ الرحمۃ کے سپرد کرتے ہوئے اپنے دستِ خاص سے یہ تحریر حضرت حاجی صاحب کو عنایت فرمائی۔

"مریدانِ خود کہ در ہندوستان و خراسان سکونت میدارند کہ بجائے من مقبول بارگاہ اند حاجی دوست محمد صاحب را کہ خلیفہ من اند بدانند و توجہات از ایشان گرفتہ باشد ...... و بہ جمعیت خویش ہم ایشان را مخصوص گردانیدند و خانقاہ و مکانات محل سرائے خود و تسلیح خانہ حوالہ ایشان نمودند"[۱]

موسیٰ زئی شریف میں مختصر قیام کے بعد حضرت شاہ احمد سعید جدہ روانہ ہو گئے۔ آخر شوال ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء کو آپ جدہ پہنچے۔ حج ادا کرنے کے بعد ربیع الاول ۱۲۷۵ھ کو آپ نے مدینہ طیبہ حاضری دی اور پھر وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ آخر ظہر و عصر کے مابین بروز سہ شنبہ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ ۱۸ ستمبر ۱۸۶۰ء کو وفات بھی مدینہ منورہ میں ہی پائی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔ آپ کا مزار مبارک حضرت امیر المؤمنین خلیفہ سوئم سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ، کے مرقد مبارک کے متصل قبلہ کی جانب ہے۔ (سبحان اللہ)

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ موسیٰ زئی شریف والے آپ کے مریدین میں سے ہیں اور بعض علمائے دیوبند کے پیر و مرشد بھی ہیں۔ اِس لئے بہتر ہو گا کہ حضرت شاہ احمد سعید کے متعلق بعض علمائے دیوبند کے کچھ اقتباس پیش کر دوں ملاحظہ فرمائیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) قطب الواصلین غوث الکاملین قدوۃ الابرار و زبدۃ الاحرار سیدی و سندی و روحی و جسدی حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری بلغۃ الحیران ص ۶ دوسرے مقام پر لکھا۔ در مکتوبات حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رضی اللہ عنہ ایضاً ص ۲۳۸ + [۱] مناقب احمدیہ محمد مظہر مجددی مرحوم بحوالہ مقدمہ اثبات المولد والقیام عربی اقبال مجددی۔ [۲] مولوی حسین احمد مدنی نے حضرت کا ذکر بایں الفاظ کیا نقش حیات ص ۳۳ "حضرت شاہ عبد الغنی صاحب مجددی اور حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی قدس اللہ اسرارہم" الخ

معروف دیوبندی مولوی حسین علی واں بھچروی انہی موسیٰ زئی شریف والوں کا مرید ہے۔ اور پنجاب کے اکثر دیوبندی اسی حسین علی کے شاگرد و مرید ہیں مثلاً مولوی غلام اللہ خاں۔ مولوی سرفراز گکھڑوی۔ صوفی عبد الحمید سواتی، قاضی شمس الدین وغیرہ۔

انہی میں سے گوجرانوالہ کے صوفی عبد الحمید صاحب سواتی نے تحفہ ابراہیمیہ[۱] میں حضرت شاہ احمد سعید صاحب مجددیؒ سے علمائے دیوبند کی عقیدتمندی کا یوں اظہار کیا صوفی صاحب مولوی عبید اللہ سندھی کے شاگرد کا مکتوب تحریر کرتے ہیں۔ کہ :-

"حضرات نقشبندیہ مجددیہ فاروقیہ دہلویہ سے موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں چشمۂ فیض جاری ہوا۔ یہاں سب سے پہلے تشریف فرما ہونے والے بزرگ حاجی دوست محمد قندھاریؒ ہیں جو حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی مدنی (برادر استاذ العلماء شاہ عبد الغنی محدث دہلوی) کے فیض یافتہ ہیں۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ بھی حضرت شاہ احمد سعیدؒ کی خدمت میں دہلی اکثر و بیشتر حاضری دیا کرتے تھے اور فرنگی کے خلاف جہاد ۱۸۵۷ء میں حضرت شاہ صاحبؒ کی مسجد اکبر آبادی (......) میں علم جہاد بلند کرنے کی وجہ سے شروع ہوا تھا۔ حضرت شاہ صاحب کے حکم سے حضرت مولانا گنگوہیؒ حضرت مولانا نانوتویؒ حضرت حاجی امداد اللہ تھانویؒ شامل ہوئے تھے الخ" تحفہ ابراہیمیہ صفحہ ۱۸-۱۹۔

قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ علمائے دیوبند کی نظر میں حضرت قبلہ شاہ صاحب کی کتنی قدر و منزلت ہے کہ علمائے دیوبند حضرت کی خدمت میں حاضری دیتے تھے اور بقولِ شاگرد عبید اللہ سندھی (جس کا نام مولوی محمد عبد اللہ ہے) علمائے دیوبند نے آپ ہی کے حکم سے جہاد میں حصہ لیا۔ مزید ملاحظہ فرمایئے۔ قرآن کریم کی اجازت کا ذکر کرتے ہوئے مولوی حسین علی واں بھچروی اپنی سند میں خود لکھتے ہیں :

مجھے قرآن کریم کی اجازت اپنے مرشد حضرت خواجہ محمد عثمان سے بھی حاصل ہے۔ ان کو اپنے مرشد حضرت حاجی دوست محمد صاحبؒ قندھاری سے اور ان کو شاہ احمد سعیدؒ

[۱] صوفی عبد الحمید نے فیوضات حسینی مؤلفہ حسین علی واں بھچروی کا ترجمہ کیا ہے اس کے ابتدا میں مولوی حسین علی کی سوانح عمری بیان کی ہے۔ اسی حصے میں یہ واقعہ درج ہے۔

سے ان کو حضرت ابوسعید رحمہ سے اور ان کو شاہ عبد العزیز سے ۔ (تحفہ ابراہیمیہ صد ۲۴ طبعۂ الجیران صد ۵)

صوفی عبد الحمید صاحب نے اسی تحفہ ابراہیمیہ میں جا بجا اکثر مولوی حسین علی کے پیر و مرشد خواجہ عثمان صاحب کا ذکر کیا ہے ۔ انہی خواجہ کے حالات، ملفوظات و کرامات وغیرہ پر مشتمل ایک کتاب بنام فوائد عثمانی ہے جس کی تصحیح و تصدیق حسین علی واں بھچروی نے کی ہے ۔ اسی فوائد عثمانی کے حوالے سے خواجہ عثمان صاحب کا فرمان نقل کیا ہے کہ مرید کو چاہیئے کہ اللہ کے سامنے اپنے مشائخ کے ساتھ شب و روز میں ایک وقت توسل کرے الخ اس کے آگے توسل کا طریقہ لکھا ہے : (طریقہ بتانے کے بعد لکھتے ہیں) وبعد ازاں بگوید ۔ الٰہی بحرمت شفیع المذنبین الخ

الٰہی بحرمت غوث دوراں قطب زماں حضرت شاہ ابوسعید رح

الٰہی بحرمت غوث دوراں محبوب رحمان حافظ قرآن وسلیتنا الی اللہ المجید حضرت شاہ احمد سعید رح ۔

قارئین کرام دیکھئے علماء و مشائخ دیوبند کی نظر میں حضرت قبلہ شاہ صاحب کی کتنی شان ہے لیکن ستم ظریفی و ہٹ دھرمی کی انتہا دیکھئے کہ جنہیں غوث دوراں محبوب رحمان اور اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ مانتے ہیں انہی کے عقائد کو برملا شرک و بدعت کہتے ہیں اور اپنے تحریری محبوب رحمان کو معاذ اللہ بدعتی[1] اور مشرک بنا دیتے ہیں (ولا حول ولا قوۃ الا باللہ) خود فریبی میں مبتلا یہ لوگ دوسروں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کا مشغلہ اختیار کئے ہوئے ہیں مگر صحیح بات تو یہ ہے کہ اگر یہ لوگ اس دور میں نہ ہوتے تو ہمارے لئے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے منافقین کو سمجھنا بہت مشکل تھا (مزید تفصیل کے لئے اگر ان کے تضادات اور جھوٹ دیکھنا چاہیں تو علامہ ارشد القادری کی زلزلہ اور مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب کی دیوبندی حقائق ضرور ملاحظہ فرمائیں) جن سے فیض حاصل کرنے کا دعویٰ ہے ۔ انہیں کو معاذ اللہ بدعتی و مشرک بنایا جا رہا ہے کیا یہی توحید و سنت ہے ؟ ۔

[1] مولوی سرفراز صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب نے اثبات توحید و سنت اور رد بدعت پر ٹھوس اور علمی کتابیں (مسائل اربعین اور مائۃ مسائل) لکھی ہیں جن سے اہل بدعت سخت نالاں ہیں (تفریح الخواطر فی رد تنویر الخواطر صد ۳۰)

اب آپ علمائے دیوبند میں سے ایک اور دیوبندی عالم کی تحریر پڑھیئے ۔

شمائم امدادیہ نامی کتاب میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی[1] علیہ الرحمۃ کے حالات و ملفوظات لکھے ہیں اس میں حضرت حاجی صاحب کا علمائے کرام اور اولیائے عظام سے عقیدت کا ذکر کرتے ہوئے صاحب شمائم امدادیہ[2] لکھتے ہیں ۔

اکابر علماء اور اولیاء سے آپکو[3] اس قدر محبت غالب تھی کہ اشہر علماء و اکبر اولیاء قطب فرید فرد وحید شیخ شیخی جناب حضرت الحافظ الحاج المہاجر مولانا شاہ احمد سعید حنفی المجددی الدہلوی المدنی اور اعلم علمائے اجل محدث اجل التقی النقی حضرت استاذی الحافظ الحاج المہاجر المولانا شاہ عبد الغنی الحنفی المجددی الدہلوی المدنی برادر اصغر حضرت مولانا شاہ احمد سعید مذکور رحمہما اللہ تعالیٰ الرحمۃ الواسعہ سے رابطہ خلوص و اتحاد بہت زیادہ تھا اور تا زمانہ وفات ان حضرات کے بے حد نہایت گرم مجلس رہتے الخ (شمائم امدادیہ صد ۱۷)

اسی کتاب میں دوسری جگہ حاجی صاحب کا ایک ملفوظ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

[1] مفتی اول دیوبند عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں ۔ حجۃ اللہ البالغہ صدیق زماں خلاصہ دوراں واقف علم حقیقت وکاشف رموز طریقت غواص بحار معانی درہائے لآلی عرفانی مقرب حضرت ربانی مقبول بارگاہ یزدانی حضرت شاہ حاجی امداد اللہ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ الخ فتاویٰ دار العلوم دیوبند دیوبندی انہیں شیخ العرب والعجم لکھتے ہیں دیکھو ارواح ثلاثہ گنگوہی صاحب نے رحمۃ العالمین کہا ۔ (معارف گنگوہی صد ۵۲)

[2] قاری طیب صاحب شمائم امدادیہ کے متعلق اپنے خیالات کا یوں اظہار کرتے ہیں ۔ شمائم امدادیہ بلحاظ حقیقت شمائم عالیہ اور شمائم دین و معرفت ہے بحوالہ کرامات امدادیہ صد ۹۲ ۔ ہفت روزہ خدام الدین میں اس کتاب پر اس طرح تبصرہ کیا گیا ہے ۔ یہ کتاب تصوف سے متعلق ہے اور طہارت قلب کیلئے اس کا مطالعہ ضروری ہے ۔ خدام الدین ۱۶ اگست ۱۹۶۴ء ۔ صوفی عبد الحمید صاحب سواتی نے تحفہ ابراہیمیہ میں شمائم امدادیہ کے اقتباس نوٹ کئے ہیں دیکھیے صد ۹۶، ۹۷ ۔

[3] یعنی حاجی امداد اللہ کو جن کے متعلق قاری طیب صاحب لکھتے ہیں بلا جھجک کہا جا سکتا ہے کہ آپ (یعنی امداد اللہ) کا ذکر خیر اور آپ کا مبارک تذکرہ درحقیقت لاکھوں علماء فضلاء اور عارفین کا تذکرہ ہے ۔ (کرامات امدادیہ صد ۹۲)

آپ نے ایک دن حضرت شاہ احمد سعید سے ملاقات فرمائی اور دوران گفتگو فرمایا کہ حضرت آج نسبتِ چشتیہ نسبت نقشبندیہ پر غالب ہے۔ آج آپ میں نسبت نقشبندیہ کا پتہ بھی نہیں تو ارشاد فرمایا کہ آج کل خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی مجھ پر عنایت ہے الخ (شمائم امدادیہ ص ۸۵)

قارئین آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ جو ہستی دیوبندیوں کے پیر و مرشد کے نزدیک اکبر اولیاء، قطب فرید اور فردِ وحید ہے اس کے مسلم ہونے میں اب کیا شک ہے۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے متعلق ایک اقتباس سرسید جیسے وہابی کا بھی ملاحظہ فرمائیں، وہ لکھتے ہیں:

آپ شاہ ابوسعید کے بڑے بیٹے اور جانشین ہیں۔ کمالات آپ کے اس سے سوا ہیں جو بیان میں آویں اور صفات آپ کی اس سے بھی بہت ہیں جو کہی جاویں۔ حافظِ کلام اللہ ہیں اور مطیع سنت رسول اللہ ہیں ... حق پوچھو تو اب انہیں کی ذات فیض آیات سے خانقاہ کو رونق ہے علم حدیث و فقہ و تفسیر بدرجہ کمال حاصل ہے۔ دن رات مشغلہ درس و تدریس جاری ہے۔ مسائل دینی آپ کے فیض سے حل ہوتے ہیں اور فتویٰ[1] شرع شریف آپ کی مہر سے مسجل کئے جاتے ہیں...... سینکڑوں آدمی آپ کے فیض توجہ سے مقامات مشکلہ سے نکلتے ہیں اور مدارج اعلیٰ کو پہنچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بزرگ کو سلامت رکھے جس سے خاندان مجددیہ قائم ہے آمین ثم آمین الخ مقالات سرسید حصہ شانزدہم ص ۲۲۶

قارئین کرام کو اب مزید پتہ چل گیا ہوگا کہ حضرت قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی شخصیت فریقین میں متنازعہ فیہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ لوگ بھی مطیع سنت رسول اللہ مانتے ہیں۔ طرفہ یہ کہ سرسید نے یہ حالات اپنی زندگی میں لکھے ہیں جس پر یہ الفاظ شاہد ہیں کہ اللہ ایسے بزرگ کو سلامت رکھے۔

زیر نظر کتاب تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ المسائل اربعین جس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے، یہ کتاب امام ثانی دیوبند مولوی شاہ محمد اسحٰق صاحب دہلوی کی مسائل اربعین کے رد میں ہے۔

[1] اقبال مجددی صاحب لکھتے ہیں کہ آپ فتوےٰ بھی دیا کرتے تھے مگر افسوس کہ کسی نے آپ کے فتوے جمع نہیں کئے۔ (مقدمہ اثبات المولد عربی)

جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے جس میں ایک ایک مسئلے کو خوب واضح کیا ہے۔ اور وہابیوں دیوبندیوں کا خوب رد کیا۔ یہ حضرت قبلہ کی دوسری تصنیف ہے جو اردو میں شائع ہوئی ہے۔ پہلی تصنیف اثبات المولد والقیام اردو مرکزی مجلس رضا لاہور نے شائع کی ہے شائقین حضرات ۲۰ پیسے کا ٹکٹ بھیج کر مفت طلب کر سکتے ہیں۔

یہ رسالہ ہے جو میلاد شریف اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے جواز میں بہترین رسالہ ہے بہت قوی دلائل دیئے ہیں اور فریق مخالف کا خوب رد کیا ہے۔ ہر سنی بھائی کو پڑھنا چاہیئے۔۔۔

یہی رسالہ اصل عربی مع اردو مقدمہ کے موسیٰ زئی شریف والوں نے شائع کیا ہے (شائقین وہاں سے منگوا سکتے ہیں) حضرت کی زیر نظر تصنیف تحقیق الحق[1] المبین کا ترجمہ بزم رضا ضلع جہلم شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ اگر عوام اہلِ سنت نے ہاتھ بٹا دیا تو انشاء اللہ بزم رضا مسلک اہل سنت کی ترویج کے لئے علمائے اہل سنت اور محدثین کرام کے رسالوں کے ترجمے کرا کر شائع کرتی رہے گی۔

بزم رضا ہر گمراہ فرقہ اور مخالف اہلِ سنت کا رد کرنے کا پروگرام رکھتی ہے۔ اہل سنت کے خلاف جو گمراہ کن پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ کہ بریلوی کل کی پیداوار ہیں۔ بریلوی مولانا احمد رضا علیہ الرحمۃ سے چلے ہیں یہ سب غلط ہے کیونکہ بریلوی ہی حقیقت میں صحیح العقیدہ اہل سنت ہیں۔ بریلوی تو اس دور میں اہلِ سنت کا امتیازی نشان ہے، بریلوی تو صرف انتساب ہے۔ دشمنوں کی یاوہ گوئی نے بریلوی مذہب ہی بنا دیا ہے۔ حقیقت میں یہ لوگ خود انگریز کی پیداوار ہیں جس کا اشارہ میں نے انہی کی کتب کے حوالوں سے کر دیا ہے۔ بہر حال ہم ان الزامات کا جواب متفقہ علمائے اہل سنت کے لٹریچر سے دینے کا عزم رکھتے ہیں تاکہ عوام آسانی سے حق کو پہچان سکیں اور جان لیں کہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت

[1] اسی حق المبین کا حوالہ دیتے ہوئے مولوی حسین علی واں بھچروی رقمطراز ہے۔ حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ سرہ العزیز در حق المبین نوشتہ الخ بلغۃ الحیران ص ۲۵۴ ۔

مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے کوئی نیا مذہب ایجاد نہیں کیا۔ بلکہ انتہائی دیانتداری سے صحابہ کرام۔ اولیاء عظام اور علمائے امت کے عقائد ہم تک پہنچائے ہیں مجھے امید ہے کہ قارئین اگر دیانتداری سے اسے پڑھیں گے تو ان کی یہ خلش دور ہو جائے گی۔

اب میں بانی وہابیہ و وہابیہ سے حضرت قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی نفرت کے چند واقعات بیان کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

پہلا واقعہ آپ کے فرزند ارجمند حضرت شاہ محمد مظہر مجدد مرحوم نے اپنی کتاب المقامات احمدیہ میں بیان کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں: ولو یذکر احد بسوء الا الفرقۃ الضالۃ الوھابیۃ لتحذیر الناس من قباحۃ افعالھم واقوالھم۔

(مناقب احمدیہ بحوالہ تقدیم تحقیق الفتویٰ ص ۳۶)

(ترجمہ) حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ کسی کی برائی نہیں کرتے تھے سوائے وہابیہ کے گمراہ فرقہ کے تاکہ لوگوں کو ان کے افعال و اقوال کی قباحت سے ڈرائیں۔

اسی کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:۔ وکان قدس سرہٗ یقول ادنیٰ ضرر صحبتھم انا محبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم التی ھی من اعظم ارکان

(بقیہ حاشیہ ص ۱۵) تحقیق الحق المبین میں پیدائش سے لیکر وفات تک پیش آنے والے تمام مسائل بیان کئے ہیں۔ دورِ حاضر کے اختلافی مسائل پر بھی سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے مثلاً تیجہ دسواں چہلم عرس۔ استمداد انبیاء و اولیاء اور آخر میں شان رسالت کو انوکھے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ بہر حال کتاب پڑھنے کے قابل ہے۔ حضرت نے بڑے نفیس پیرائے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کی ہے جس سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ له قارئین کی سہولت کے لئے میں علمائے اہل سنت کی رائے بھی حضرت کے متعلق عرض کر دوں۔ ۱۔ اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہٗ کے خلیفہ حضرت مولانا ظفر الدین بہاری مرحوم عاشق الٰہی دیوبندی کا رد کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب کے متعلق لکھتے ہیں: حضرت شاہ احمد سعید صاحب سے مولوی رشید احمد صاحب کو شرف تلمذ تھا۔ لیکن چونکہ شاہ صاحب سنی صحیح العقیدہ تھے اور مولوی اسحاق دہلوی کی کتاب کا جواب لکھا تھا۔ (حیات اعلیٰحضرت ص ۸۵)

جناب حضرت مولانا عبد السمیع صاحب مرحوم مصنف انوار ساطعہ لکھتے ہیں: جناب مولانا احمد سعید صاحب دہلوی عارف و محدث و فقیہ استحباب محفل مولد شریف کے قائل تھے انوار ساطعہ ص ۱۳۲ ۔ (باقی حاشیہ ص ۱۸ پر)

الایمان تنقص ساعۃ فساعۃ حتیٰ لا یبقیٰ منھا غیر الاسم والرسم فکیف یکون اعلاہ فالحذر الحذر عن صحبتھم ثم الحذر الحذر عن رؤیتھم اہ فاحفظہ (منہ) ایضاً ص ۳۷)

(ترجمہ) حضرت (شاہ احمد سعید) قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ وہابیوں کی صحبت کا معمولی نقصان یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جو ایمان کے بڑے ارکان میں سے ہے لحظہ بہ لحظہ کم ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ نام و نشان کے علاوہ کچھ بھی نہیں رہ جاتا جب معمولی ضرر کا یہ حال ہے تو بڑے نقصان کا کیا عالم ہوگا۔ لہٰذا ان کی صحبت سے بچو ضرور بچو بلکہ ان کی صورت تک دیکھنے سے ضرور بالضرور اجتناب کرو۔

دوسرا واقعہ آپ کے ایک مرید حضرت مولانا رضا علی صاحب بنارسی نقشبندی مجددی احمدی بیان کرتے ہیں کہ:

حضرت پیر و مرشد (یعنی حضرت شاہ احمد سعید) سے میں نے دربابِ مولوی اسماعیل دہلوی کے پوچھا۔ مدینہ شریف میں فرمایا کہ ان کو میں نے اور تمام علمائے دہلی نے جامع مسجد دہلی میں قائل کیا۔ انہوں نے اقرار کیا کہ تقویۃ الایمان میں اصلاح دیدونگا۔ له اور مقام ٹونک میں حضرت فرماتے تھے کہ میرے حضرت پیر و مرشد (یعنی شاہ غلام علی مرحوم)

(بقیہ حاشیہ ص ۱۶) مفتی اول دیوبند مفتی عزیز الرحمان عثمانی آپ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

حضرت شیخ محمد مظہر مجدد برادر زادہ حضرت شاہ صاحب (یعنی عبد الغنی) مقامات احمدیہ میں فرماتے ہیں الخ حضرت شیخ محمد مظہر مرحوم اپنے والد ماجد شاہ احمد سعید صاحب سے نقل فرماتے ہیں الخ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ص ۲۵) فتاویٰ دار العلوم میں اصل "برادر" لکھا ہے جو کاتب کی غلطی ہے کیونکہ شاہ عبد الغنی صاحب مرحوم حضرت شاہ احمد سعید کے چھوٹے بھائی ہیں اور مولانا محمد مظہر مجدد کے چچا اس لئے برادر زادہ صحیح ہے۔

• حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ نجدی اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے (الحدیث) بحوالہ الدولۃ المکیۃ ص ۹۹

• صوفی عبد الحمید سواتی نے ان کو ہشت سلاسل میں خلیفہ خدا اور مروج شریعت مصطفیٰ لکھا ہے (دیکھو حاشیہ ص ۱۰)

کہا کرتے تھے کہ جس قدر بے دینی اور بداعتقادی اور فساد دین محمدی ہندوستان میں ہوا۔ مولوی اسمٰعیل کی ذات سے ہوا۔ اور علمائے حرمین نے اُن کے کفر پہ اور (ابن) عبدالوہاب نجدی کے کفر پہ فتوے لکھے ہیں جو اکثر مطبوع ہوگئے ہیں۔ (سیف الجبار اکابر علماء کی آراء صفحہ ۲۱۱)

جس وقت حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسمٰعیل دہلوی کی عبارت پر گرفت کرتے ہوئے اس کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا (جو تحقیق الفتویٰ کے نام سے چھپ چکا ہے) تو حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے بھی اس پر دستخط فرمائے۔

جب حضرت سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول صاحب بدایونی قدس سرہٗ نے عقائد اہل سنت پر عربی میں اہم کتاب المعتقد والمنتقد لکھی اور بعض نئے اٹھنے والے فتنوں (یعنی وہابیوں دیوبندیوں) کی بھی سرکوبی کی تو اس پر بھی حضرت شاہ صاحب نے مختصر اور جامع تقریظ لکھی۔

ان حقائق کے سامنے آجانے کے بعد اب یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہ جاتی کہ وہابیہ دیابنہ کے بارے میں حضرت کا کیا نظریہ تھا۔

اب میں حضرت کی تصانیف کا ذکر کرتا ہوں کہ تصانیف کی یہ فہرست مقدمہ اثبات المولد عربی سے دی جارہی ہے۔

(۱) سعید البیان فی مولد سید الانس والجان (اردو) (انشاء اللہ یہ بھی عنقریب شائع کی جائیگی)
(۲) الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف (فارسی) (اللہ کرے اصل مع اردو شائع ہو)
(۳) الفوائد الضابطہ فی اثبات رابطہ (فارسی) تصور شیخ کے اثبات میں بہترین رسالہ ہے۔
(۴) انہار اربعہ فارسی: حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں کہ انہارِ اربعہ مؤلفہ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ جو پسندیدہ کتاب ہے (ضیاء القلوب صفحہ ۵۳)
(۵) تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ المسائل اربعین (فارسی) جس کا ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔
(۶) اثبات المولد والقیام عربی۔ میلاد مصطفےٰ اور کھڑے ہوکر سلام پڑھنے کے جواز میں

بہترین رسالہ ہے۔

حضرت شاہ صاحب کے تلامذہ۔ صاحب سیر الکاملین لکھتے ہیں۔

بسیارے از علما زماں شاگرد حضرت ایشاں بودند مثل مولوی عبدالقیوم بن عبدالحی و مولانا محمد نواب و مولوی احمد علی محدث سہارنپوری و مولوی ارشاد حسین رام پوری مجددی و مولوی فیض الحسن سہارنپوری و مولوی عبدالعلی بن قاری ابن ہاشم وغیرہم۔ (از مقدمہ اثبات مولد عربی)

نوٹ: مولوی رشید احمد گنگوہی بھی حضرت کے شاگردوں میں سے ہے۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید ج۲ ص۳۔ صاحب تذکرہ نے بایں الفاظ ذکر کیا۔ حضرت مولانا قدس سرہٗ کو حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ سے بھی تلمذ کا شرف حاصل تھا الخ۔

● کتاب ہذا کا ترجمہ استاذ العلما حضرت مولانا محمد شریف صاحب ہزاروی نے کیا ہے جو مفتی محمد حسین صاحب نعیمی اور غزالی زماں حضرت علامہ احمد سعید صاحب کاظمی کے شاگرد ہیں۔ جامعہ فاروقیہ رضویہ گوجرانوالہ میں مدرس ہیں اللہ تعالیٰ ان کی سعی قبول فرمائے۔ میں اس مقدمے کو انہی الفاظ پر ختم کرتے ہوئے امید رکھتا ہوں کہ عوام و خواص اس کتاب کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے حوصلہ افزائی فرمائیں گے اور یہ سعی عند اللہ اور عند الناس مقبول ہوگی۔

● آخر میں میں حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری صدر مرکزی مجلس رضا لاہور کا شکریہ ادا کرنا بھی بہت ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی نشاندہی فرمائی اور حوصلہ افزائی بھی کی۔

قارئین سے معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اگر اس تحریر میں کوئی خامی ہو تو راقم الحروف کو مطلع فرمائیں میں شکر گذار ہوں گا۔

ناچیز شیخ محمد افضل

جنرل سکریٹری بزم رضا ضلع گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ وَجَنَّبَنَا عَنِ الْاِفْرَاطِ وَالتَّفْرِیْطِ بِحِفْظِ الْعَمِیْمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْاِیْمَانِ الْاَکْمَلَانِ عَلٰی مَنْ اخْتَصَّ بِالْخُلُقِ الْعَظِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ سَفِیْنَۃُ الْمِلَّۃِ وَنُجُوْمُ الدِّیْنِ الْقَوِیْمِ

امابعد

معلوم ہونا چاہیئے کہ میرے بعض جگری اور دلی دوستوں نے اربعین کے مسائل کے متعلق اس ناچیز (احمد سعید جو بیٹا ہے ابی سعید مجددی کا (کَانَ اللّٰہُ لَہٗ عِوَضًا عَنْ کُلِّ شَیْءٍ) سے حق و باطل کر قوی وضعیف میں امتیاز کا استفسار کیا ان کے سوال کو پورا کرنے کے لئے اس ناچیز نے چند سطور حوالۂ قلم کیں تاکہ حق باطل سے پوری طرح ممتاز ہو جائے میں نے اس کا نام تحقیق حق المبین فی اجوبۃ مسائل اربعین رکھا وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ۔

آذان و اقامت بچے کے کان میں کہنا

(قال)[1] مؤلف اربعین نے سائل کے سوال کے جواب میں کہا کہ اذان اقامت بچے کے دونوں کانوں میں کہنے کا استحباب سنت سے ثابت ہے۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ مؤلف اربعین کا واجب سنت مستحب میں سے شق آخیر یعنی مستحب ہونے کو سنت کے ساتھ اختیار کرنا بہت عجیب اور نرالی بات ہے۔ مؤلف نے شق ثانی یعنی سنت ہونے کو کیوں نہیں اختیار کیا اگر شق اخیر اختیار کرتے تو دلیل دعوٰی کے مطابق رہتی اب دعوٰی اور دلیل میں تقریب تام نہیں حق اور صحیح بات یہ ہے کہ داہنے کان میں آذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا سنت ہے جیسا کہ تشریح کی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سفر السعادۃ میں شیخ کی عبارت حسب ذیل ہے "و اذان گفتن در گوش مولود

[1] قال سے مراد شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی ہیں۔ اقول سے مراد حضرت شاہ احمد سعید مجددی ؒ ہیں۔

نیز سنت است" اپنے بچے کے کان میں اذان کہنا سنت ہے۔ مؤلف اربعین نے اپنے جواب میں علامہ سیوطی کی کتاب جامع صغیر سے یہ عبارت بھی نقل کی مَنْ وُلِدَ لَہٗ ثَلٰثَۃُ اَوْلَادٍ فَلَمْ یُسَمِّ اَحَدَھُمْ بِاسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدْ جَہِلَ رَوَاہُ طَبْرَانِی اَلْکَبِیْر۔

مؤلف اربعین نے اس حدیث کا ترجمہ کرتے جَہِلَ کے معنی محروم از برکت کئے ہیں۔ یعنی جس شخص کے تین بچے پیدا ہوئے اور اس نے ایک کا نام بھی محمد نہ رکھا تو وہ برکت سے محروم رہا حالانکہ جَہِلَ کے معنی جَہِلَ الطَّرِیْقَۃَ الْمَحْمُوْدَۃَ الْمَشْرُوْعَۃَ مِنَ الشَّارِعِ فِیْ وَضْعِ الْاَسْمَاءِ یعنی وہ شخص اس طریقہ پسندیدہ سے ناواقف اور بے خبر رہا جو شارع نے نام رکھنے میں متعین و مقرر فرمایا ہے کیونکہ بہترین نام عند الشارع والشرع عبداللہ عبدالرحمٰن محمد اور احمد ہیں اور اسی طرح دوسرے نام۔

(قال) مؤلف اربعین دوسرے مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جو شخص اجرت لینے کی نیت سے اذان دے اور اذان پر اجرت وصول کرے ایسا کرنا ناجائز ہے اور

اجرت کی نیت سے اذان دینا

اجرت لینا منع ہے۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ متاخرین حنفیہ نے اذان وغیرہ پر اجرت وصول کرنے کو جائز قرار دیا ہے اور اسی پر فتوٰی صادر کیا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے یُفْتَی الْیَوْمَ بِصِحَّتِہَا اس زمانے میں اجرت کے جواز کا فتوٰی دیا جائے گا۔ نیز مؤلف نے اسی مقام پر اجرت کی حرمت پر یہ آیت کریمہ بطور نص و استدلال پیش کی۔ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ ۵

(اقول) میں کہتا ہوں کہ اس آیت سے عبادت پر اجرت وصول کرنے کی حمایت کا ذکر نہیں اور نہ ہی یہ متضاد ہے۔ بلکہ یہاں تو فقط اتنی سی بات ہے کہ جن لوگوں کو میں نے تبلیغ کی اگر وہ احکام الٰہی سے روگردانی کریں تو میں ان سے کسی اجر کا سوال نہ کروں گا۔

کیونکہ میرے لئے اجر عند اللہ ہے۔

بچے کے کان میں حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح پر چہرہ پھیرنا

(قولہ) مؤلف اربعین نے کہا کہ جب بچہ کے کان میں اذان دی جائے تو مؤذن بوقت حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح چہرے کو دائیں بائیں جانب پھیرلے اور گھمائے۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ اذان میں بوقت حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح چہرہ گھمانے سے فقط دائیں اور بائیں والوں کو خبردار کرنا اور مطلع کرنا ہے بچے کے کان میں اذان دیتے وقت ایسا کوئی مقصد اور علت موجود نہیں لہٰذا اس وقت تحویل چہرہ میں کوئی مقصد اور فائدہ نہیں اس کے علاوہ مسئلہ کوئی سند اور دلیل بھی ہونی چاہیئے اس مسئلہ میں کوئی سند موجود نہیں

(قال) مؤلف اربعین نے مسئلہ رابعہ کے جواب میں تحریر کیں کہ قریبی رشتہ داروں کو اس طرح ایصال ثواب کرنا کہ اہل ہند کے رسم ورواج اس میں شامل نہ ہوں نیز صدقہ خیرات قرض سے بھی نہ ہو تو ایصال ثواب بالکل درست ہے اور اس کے جواز پر یہ آیت کریم ہی کافی ہے۔ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

(اقول) مؤلف کی یہ عبارت تجھے اکثر مقامات پر کام آئے گی اسے محفوظ رکھئے کئی ایسے نیک اور نفع بخش کام بھی آئیں گے جن سے مؤلف اربعین منع کرتے ہیں۔

(قال) مؤلف اربعین نے پانچویں مسئلہ کے جواب میں تحریر کیا کہ علمائے حنفیہ نے عقیقہ کو مستحب کہا کہ اگر عقیقہ ساتویں روز نہ کر سکے تو چودھویں دن کرے ورنہ اکیس تاریخ کو کرے۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ امام محمدؒ نے مؤطا میں نقل کیا کہ ہم تک یوں روایت پہنچی ہے کہ عقیقہ جاہلیت کی رسم تھی اسلام نے اس کو قائم وجائز رکھا بعد میں قربانی کے حکم نے اس کو منسوخ کر دیا بلکہ ہر قسم کی ذبح قربانی سے منسوخ ہو گئی اور ہر قسم کا روزہ رمضان

کے روزے سے منسوخ ہوا اور غسل جنابت نے منسوخ کر دیا ہر قسم کے غسل کو اور حکم زکوٰۃ نے منسوخ کر دیا ہر قسم کے صدقہ کو اس طرح حکم ہم تک پہنچا اور مجیب کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ احناف کے نزدیک ساتویں چودھویں اکیس وغیرہ کو عقیقہ کرنا چاہیئے حالانکہ یہ حکم امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک ہے شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک اگر ساتویں عقیقہ نہ کر سکے تو چودہ اکیس اٹھائیس یا پینتیس کو کرے۔ (نوٹ) مذکورہ بالا اشیاء کے منسوخ ہونے کا مطلب ان کی فرضیت اور وجوب کا منسوخ ہونا ہے) مترجم

(قال) مؤلف اربعین نے یہ بھی تحریر کیا کہ بچہ کے بالوں کو چاندی کے ساتھ وزن کرنا مستحب ہے اور سونے کے ساتھ جائز۔

(اقول) یہ مذہب بھی امام شافعی اور امام مالک کا ہے مگر ان دونوں کے نزدیک سونے اور چاندی ہر دو میں سے کسی کے ساتھ وزن کرنا مستحب ہے ایک کا استحباب اور ایک کا جواز نہیں دونوں کا استحباب ہے مجیب کا ہر دو میں تفریق کرنا غلط ہے یہ مسئلہ تفصیلاً شرح سفر السعادۃ میں موجود ہے۔

(قولہ) مؤلف اربعین نے کہا کہ بچے کے بالوں کو زمین میں دفن کیا جائے اور ایسا کرنا مستحب ہے کذا فی الطیبی۔

میں کہتا ہوں کہ طیبی کے عقیقہ کے باب میں ان مسائل کا ذکر تک نہیں کیا طیبی کی طرف ان مسائل کی نسبت کرنا سراسر غلط ہے۔ اور بالکل ایسا ہے جیسا کہ ایک شاعر نے زلیخا کتاب کی نسبت شیخ سعدی کی طرف کی اور کہا "چہ خوش گفت سعدی در زلیخا" حالانکہ زلیخا مولانا جامی قدس سرہ العالی کی تصنیف ہے۔

(قولہ): وَلَا يُكْسَرُ عِظَامُهَا تَفَاؤُلًا وَإِنْ كُسِرَتْ فَلَا بَأْسَ بِهِ

(ترجمہ) اور ذبیحہ کی ہڈیاں نہ توڑی جائیں اس میں نیک فال ہے اور اگر توڑ دیں تو کوئی حرج نہیں۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ ملا علی قاری نے حصن حصین کی شرح میں لکھا کہ مناسب یہ ہے

کو نیک فال کے طور پر عقیقہ کے مذبوحہ جانور کی ہڈیاں نہ توڑے ملا علی قاری کی اس عبارت ہڈیوں کے نہ توڑنے کا استحباب معلوم ہوتا ہے۔

قولہ: مؤلف اربعین نے کہا کہ اس صورت میں ماں باپ دادا دادی کے لئے گوشت کھانا جائز ہے اور مشہور یہ ہے کہ یہ لوگ نہ کھائیں مگر منع کی شرع میں کوئی دلیل نہیں۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ سوال گوشت کھانے کے جواز کا نہیں بلکہ استحباب کا ہے۔ اور مجیب نے خود مستحب اپنے اس قول سے بیان کیا ہے کہ مستحب است ذبیحہ کا سر حجام کو دیں اور ایک ران دایہ کو گوشت تین حصوں میں تقسیم کریں ایک حصہ فقیروں مسکینوں کو دو حصے عزیز و اقارب کو کھلائیں استحباب کا اقرار بھی کرنا اور ساتھ ساتھ لا اصل لہ فی الشرع بھی کہنا عجیب سی بات ہے۔

قولہ: مؤلف اربعین نے کہا کہ ہند میں جو بچوں کے مکتب رائج ہیں الخ ثابت نہیں ہیں۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ اس کا ثبوت موجود ہے چنانچہ مجیب نے خود شرعۃ الاسلام کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ بچے کی تعلیم کا آغاز چار سال چار ماہ اور چار دن سے ہو جانا چاہیئے بعض نے اس مدت کے تقرر و تعین کی یہ توجیہہ کی ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلی مرتبہ شق صدر ہوا تو آپ کی عمر شریف چار سال چار ماہ چار دن کی تھی پس مشہور ثابت ہوا اور اس شخص کا قول باطل ٹھہرا جس نے کہا کہ دین میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

قال: مؤلف اربعین نے ساتویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ فرحت سرور کا وقت حصول نعمت کے بعد ہے امید نعمت کا وقت فرحت سرور کا وقت نہیں جیسا کہ طعام ولیمہ نکاح کے بعد اور عقیقہ پیدائش بچہ کے بعد پس بچے کو تعلیم شروع کراتے وقت یعنی آغاز تعلیم میں شیرینی تقسیم کرنا کھانا تیار کرنا وغیرہ وغیرہ سنت نہیں۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ آغاز تعلیم میں بھی فرحت سرور حصول نعمت کے بعد ہے اور استعداد ہے کہ جس کے بعد آغاز تعلیم ہوتا ہے یہاں حصول نعمت بالفعل ہے

توقع نعمت نہیں اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ توقع نعمت ہے تو سنت پھر بھی ہاتھ سے نہیں جاتی چنانچہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سورۃ بقرہ سیکھنے کے بعد اونٹ ذبح کیا اور دوستوں کو کھلایا تو یہاں بھی تعلیم سورۃ فاتحہ کے بعد شیرینی تقسیم کرنا مطابق سنت ٹھہری پس نفی کرنا بعید از انصاف ہے۔

قولہ: مؤلف اربعین نے کہا کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حصول نعمت کے بعد خوشی کا اظہار کرنا اور خاص کر جب نعمت دین سے متعلق ہو تو جائز ہے۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ روایت میں لفظ جائز کا اطلاق کاتب کی غلطی سے ہوا اصل لفظ سنت ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس کا ثبوت خلفائے راشدین کے افعال سے ملتا ہے اور خلفائے راشدین کے افعال کا سنت ہونا حدیث شریف سے ثابت ہے چنانچہ ارشاد ہے عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ۔ تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے **قال** مؤلف اربعین نے آٹھویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگر شیرینی تقسیم کریں تو جائز مباح ہے

اقول: میں کہتا ہوں کہ شیرینی عرف عام میں میٹھے کھانے کو کہتے ہیں فَلَا فَرْقَ بَيْنَهُمَا جیسا کہ تم خود اس کا اقرار کر چکے ہو بسلسلہ طعام شرح مشکوٰۃ شریف سے۔

قولہ: مؤلف اربعین کا قول کہ لڑکیوں کے کانوں میں سوراخ کرتے وقت کھانا تیار کرنا اور کھلانا کسی کتاب میں میری نظر سے نہیں گذرا۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ صحابہ کرام کا کسی فعل کو دیکھنا اور منع نہ کرنا تقریر ہے جس سے فعل کی سنیت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ حمادیہ کتاب میں ہے۔ لہٰذا عورتوں کے حق میں یہ فعل سنت قرار پائے گا اور حصول نعمت میں غور و فکر سے شیرینی تقسیم کرنا، کھانا تیار کرنا بھی مستحب ہوگا جیسا کہ بوقت ختنہ یہ چیزیں مستحب ہیں۔

قال: ناویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے مؤلف اربعین نے کہا کہ چھوٹے بچوں کے

ہاتھ اور پاؤں پر مہندی لگانا حرام ہے۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ لفظ لَا يَنْبَغِيْ دال علی الحرام نہیں بلکہ کراہت مکروہیت پر دال ہے۔ طحاوی اور درمختار کے حاشیہ میں تحریر ہے کہ مردوں کے لئے مکروہ ہے "تاکہ مشابہت النساء لازم نہ آئے۔ چنانچہ ھدایہ شریف میں ریشم کے استعمال کو مکروہ کہا۔ لہٰذا حرام کا اطلاق جائز نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم اپنی رائے سے کسی چیز کو حلال حرام نہ کہو تاکہ جھوٹ کا افتراء نہ باندھو۔

قولہ: مؤلف اربعین نے کہا کہ جو چیزیں بالغ مرد کے لئے جائز ہیں وہ نابالغ بچے کے لئے بھی جائز ہیں۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ عقود شرعیہ خرید و فروخت وغیرہ بالغ کے لئے جائز ہیں مگر نابالغ کے لئے بلا اذن جائز نہیں۔ نکاح طلاق وغیرہ سب اس کی مثالیں ہیں، لہٰذا بالغ نابالغ پر یکساں حکم لگانا جائز نہیں۔

قال: مؤلف اربعین نے بارھویں مسئلہ کے جواب میں کہا کہ عقد نکاح سے پہلے کھانا کھلانا سنّت نہیں۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ مؤلف نے خود زین العرب محشی مشکوٰۃ شریف سے نقل کیا کہ ولیمہ دخول کے بعد ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ بوقت نکاح اور بعض نے کہا کہ بوقت نکاح یا بعد از دخول جو بھی کھانا کھلایا جائے وہ ولیمہ ہے اور مؤلف نے خود تفسیر کی ہے کہ ولیمہ بوقت نکاح یا بعد دخول یا ہر دو ان نعمت کے شکریہ میں جو کھانا تیار کیا جائے ولیمہ ہے۔ خود نزدیک عقد نکاح تحریر بھی کیا پھر نفی بھی کرتے ہیں، متضاد عبارات لکھ کر اپنے آپ کو مورد الزام بنا رہے ہیں۔ اس عبارت سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ جو کھانا بوقت نکاح تیار کیا جائے اس سے ولیمہ کی سنّیت ادا ہو جاتی ہے۔

قال: تیرھویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے مؤلف اربعین لکھتے ہیں کہ ملا علی القاری نے

شرح مشکوٰۃ میں تحریر کیا کہ جس کسی نے امر مستحب پر اصرار و دوام کیا اور اسے لازم گردان لیا اور رخصت پر عمل نہیں کیا تو بے شک اس نے پا لیا شیطان سے گمراہی کا حصہ پس کیا حال ہوگا اس شخص کا جس نے اصرار کیا امر منکر و بدعت پر۔ عبارت حسب ذیل ہے۔

مَنْ اَصَرَّ عَلٰی اَمْرٍ مَنْدُوْبٍ وَجَعَلَہٗ عَزْمًا وَلَمْ يَعْمَلْ بِالرُّخْصَةِ فَقَدْ اَصَابَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْاِضْلَالِ فَكَيْفَ مَنْ اَصَرَّ عَلٰی بِدْعَةٍ وَمُنْكَرٍ

اقول: هٰذَا الْقَوْلُ مُخَالِفٌ لِمَنْ قَالَ الْعَمَلُ بِالْعَزِيْمَةِ اَوْلٰی كَمَا هُوَ مَذْكُوْرٌ فِيْ كُتُبِ الْمُحَقِّقِيْنَ وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْمُتَّقِيْنَ -

یعنی جب تک عزیمت پر عمل ممکن ہے رخصت سے اجتناب کرے اس کے علاوہ مجیب کی دلیل اس کے دعویٰ کے مطابق بھی نہیں۔ کیونکہ مجیب کا دعویٰ یہ ہے کہ مخطوبہ لڑکی کو علیحدہ مکان میں بٹھانا از قسم مباحات ہے فعل ترک کرنا نہ کرنا برابر ہے اور اصرار فعل مباح پر ترک پر ہو یا فعل پر مکروہ ہے اور ملا علی قاری کی عبارت میں امر مباح نہیں بلکہ امر مستحب کا ذکر ہے لہٰذا تقریب تام نہ پائی گئی بوقت شادی نیوندرا دینے کی رسم رشتہ داروں کو بطور اعانت و امداد جائز ہے کیونکہ صلہ رحمی مستحب بلکہ بعض اوقات واجب ہے۔

قال: مؤلف اربعین نے چودھویں مسئلہ کے جواب میں ذکر کیا کہ شریعت محمدی میں اس کی اصل نہیں۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ یہ امور بھی صلہ رحمی میں داخل ہیں اللہ تعالیٰ رحم سے فرمائیگا جس نے تجھ کو ملایا اس کو میں ملاؤں گا اور جس نے تجھ سے تعلق کاٹا اس سے میں بھی تعلق کاٹوں گا پس ان احسانات کی فضیلت اس حدیث سے معلوم ہوئی۔

قال: انیسواں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے مؤلف اربعین نے تحریر کیا کہ عورتوں کے لئے سونے اور چاندی کا استعمال جائز ہے مگر سہرا پر جو پھولوں سے تیار کیا جاتا عورتوں کے لئے بھی سونے کا استعمال منع ہے کہ مکروہ ہے کیونکہ اس میں تشبیہ بالکفار لازم آتا ہے۔

اور مشابہت کفّار کے ساتھ منع ہے بلکہ پھولوں کا ہار بھی دُولھا یا دُلھن کے سر پر بوقت نکاح یا بعد از نکاح باندھنا بدعت ہے۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ پھول عطر یا کسی بھی قسم کی دوسری خوشبو کا استعمال سُنّت ہے۔ جیسا کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ اَلنِّسَاءُ وَالطِّیْبُ وَقُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ۔

• تمہاری دُنیا سے مجھے تین چیزیں پسند ہیں خوشبو۔ منکوحہ بیوی۔ نماز۔ اس کے ثبوت میں کسی کا اختلاف نہیں جس چیز کا ثبوت شرع میں موجود ہو تو فرقہ مخالف کے کرنے سے اُس کا جواز ختم نہیں ہوتا۔ جیسا کہ بیت الخلاء سے نکل کر مٹی سے ہاتھ ملنا سُنّت ہے اگر کوئی بد دین اس کو اختیار کرے۔ مُشرک اور بُت پرست بھی یوں کرنے لگیں تو بھی اس کا جواز ہماری شریعت میں رفع نہ ہوگا۔ لہٰذا سہرا اور ہار کو بدعت کہنا جائز نہیں مگر یہ کہ جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز کہنے کی اصطلاح گڑھ لی جائے۔ یوں ہی جب عورتوں کے لئے سونے چاندی کا استعمال جائز ہے تو سہرہ پھولوں کے ہار سونے چاندی کے سہرے ہار وغیرہ بھی جائز ہوں گے اور یہ جو کتاب مراۃ الصفار میں لکھا ہے کہ دُولھا کے سر پر پھول باندھنا۔ دوپٹہ اوڑھنا بدعت ہے اس سے بدعتِ حسنہ مراد ہے کیونکہ ان چیزوں کے جواز کا ثبوت شرع میں ملتا ہے۔ جیسا کہ اُوپر گذر چکا ہے۔

قال: مؤلف اربعین نے بیسویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ نقارہ بجانا بوقت نکاح اعلانِ نکاح کے لئے حرام ہے۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ نقارہ یا طبلہ بجانا بوقت نکاح جائز ہے جیسا کہ طحاوی نے

درِ مختار کے قول کی شرح کرتے ہوئے لکھا:

اَمَّا اِذَا کَانَ لِغَیْرِہٖ کَطَبْلِ الْغُزَاةِ وَطَبْلِ الْعُرُوْسِ فَیَجُوْزُ

خلاصہ یہ کہ کھیل کُود کے لئے طبلہ نہ بجایا جائے۔ غازیوں کے لئے اور بوقت نکاح طبل بجانا جائز ہے۔ ڈھول اور تاشہ[ل] طبل کے حکم میں ہیں۔ طبل کا حکم تو شارح درِّ مختار کی عبارت سے معلوم ہو چکا۔ ڈھول اور تاشہ کو بھی اس پر قیاس کر لیں۔ یعنی سب کا جواز درِّ مختار کے شارح کی عبارت سے عیاں ہے۔

قال: مؤلف اربعین نے اکیسویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ہر چھوٹے اور بڑے کی نفسی نفسی کی آواز سنتا ہے۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ ہر کہہ مہہ کے لفظ سے حضور علیہ السلام کی استثنا کرنی چاہیئے تھی کیونکہ حضور علیہ السلام نے بھی اُمتی اُمتی کی ندا دی ہے۔

قال: مؤلف اربعین نے سَتائیسویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ سرود آلات سے جو خالی ہو اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ محققین علماء اور محدثین نے دَف اور سرود کو بوقت نکاح اور عیدین میں نیز بوقت ختنہ اور قدوم مسافر و دیگر خوشیوں میں جائز کہا اس کی اباحت حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں مروی ہے۔

عَنِ الرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ جَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِیْنَ بُنِیَ عَلَیَّ فَجَلَسَ عَلٰی فِرَاشِیْ کَمَجْلِسِكَ مِنِّیْ فَجَعَلَتْ جُوَیْرِیَاتٌ لَنَا یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَیَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِیْ یَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰھُنَّ وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ فَقَالَ دَعِیْ ھٰذِہٖ وَقُوْلِیْ مَا الَّذِیْ

ل یہ حکم اس وقت کا ہے لیکن اب ڈھول وغیرہ کھیل کُود کے لئے بجاتے ہیں جو سراسر حرام ہے۔ دیکھئے فتاویٰ رضویہ امام اہلِ سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ)

كُنْتُ تقولين رواه البخاری خلاصہ ربیع بنت معوذ کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بچیاں دف کے ساتھ شہداء بدر کا مرثیہ گا رہی تھیں حضور علیہ السلام جب تشریف فرما ہوئے تو انھوں نے کہا کہ ہم میں ایک ایسا عظیم الشان نبی ہے جو کل کی باتیں جانتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس بات کو رہنے دو اور مرثیہ کہو امیر المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اعلنوا هٰذا النكاح وجعلوه فى المساجد وضربوه عليه بالدفوف : نکاح کا اعلان کرو مسجد میں نکاح پڑھو اور دف بجاؤ۔ معلوم ہوا کہ دف اور سرود آقائے دوجہاں علیہ السلام نے خود سنے ہیں اب اس کو ناجائز کہنا بہت بڑی بے ادبی ہے اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا اے اللہ ہمیں اس سے محفوظ رکھنا۔

(قولہ): مؤلف اربعین نے کہا کہ غنا پر اجرت دینا اور لینا دونوں حرام ہیں۔

(اقول): میں کہتا ہوں کہ بلا شرط غناء پر اجرت دینا جائز ہے جیسا کہ در مختار میں مرقوم ہے۔ ولو ابلا شرط۔

(قال): مؤلف اربعین نے انیسویں[۲۹] مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ان چیزوں کو جنازہ کے ہمراہ لے جانا رسم جاہلیت ہے۔

(اقول): میں کہتا ہوں کہ رسم جاہلیت کہنے کے لئے کسی معتبر کتاب کا حوالہ درکار ہے۔ ان چیزوں کو جنازہ کے ساتھ اس لئے لے جانا تاکہ محتاجوں فقیروں میں تقسیم کی جائیں اور میت کو ایصال ثواب ہو تو یہ جائز ہے اس کا ثبوت حدیث شریف سے ملتا ہے اور خود مجیب نے صدقہ کی فضیلت برائے اموات کو ثابت کیا ہے اور شرح الصدور سے احادیث بھی نقل کیں نیز شیخ الحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایصال ثواب کیلئے صدقہ کرنا امر مستحب ہے اور یہاں تک ارشاد فرمایا کہ دفن میت کے بعد سات روز تک صدقہ کرنا چاہیئے اس سے معلوم ہوا کہ انتقال کے بعد سات روز تک میت کے ایصال ثواب کے لئے صدقہ کرنا مستحب ہے پہلے دوسرے یا تیسرے دن سے منع کرنا امر مستحب سے منع کرنا ہے اور اپنے آپ کو اس ثواب عظیم سے محروم رکھنا ہے جو امر مستحب کے کرنے پر فوراً مل جاتا ہے تاب اللہ علیہم حالانکہ پہلے ایک مقام پر خود وافعلوا الخير لعلكم تفلحون۔ آیت کریم سے امور خیر پر استدلال کر چکے ہیں۔ (فتذکر)

(قولہ) مؤلف اربعین نے کہا کہ جس چیز کی نظیر شریعت میں نہیں ملتی اسکا کرنا مکروہ یا حرام ہے۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ مجیب پر انتہائی تعجب ہے باوجود علم کے تقاریر متضادہ الامتناقضہ کیوں کرتے ہیں اور علماء کے خلاف تعبیرات گھڑتے ہیں اصحاب نظر وفکر وافکار صحیحہ سے یہ بات مخفی نہیں کہ قول مذکور میں مجیب نے لفظ اصل کی بجائے لفظ نظیر ذکر کیا ہے تقریر متناقض یہ ہے کہ امر کلی کا اثبات کرتے ہیں اور جزئیات کا انکار اسکی مثال یہ ہے کہ صدقہ برائے میت جائز اور مستحب ہے اور خصوصیات تصدق کا انکار کرتے ہیں۔ اسکی مثال بالکل ایسی ہے جیسا کہ کوئی یہ کہدے کہ بھیڑ حلال ہے مگر سفید یا سیاہ بھیڑ حرام ہے۔ گر ہمیں مکتب است ایں ملاں کار طفلاں خراب خواہد شد

(قولہ) مستحب یہ ہے کہ صدقہ بغیر اور بغیر تعین وقت کے و دن کے ہو ورنہ بدعت ہوگا۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ ہر وہ چیز جس کی اچھائی منشارع سے ثابت ہو وقت اور دن کے تعین سے اسکا حسن اور اچھائی زائل نہیں ہوتی جیسا کہ در مختار میں لکھا ہے کہ المصافحة حسنة ولو بعد العصر فى الذكر مصافحہ اچھی چیز ہے عصر کے بعد ہو یا فجر کے بعد

(قال) مؤلف اربعین نے بائیسویں[۲۲] سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ تعزیت کے لئے دعا کیلئے رفع یدین کرنا بظاہر جائز ہے کیونکہ حدیث شریف سے مطلقاً دعا میں رفع یدین کرنا ثابت ہے لہٰذا اسوقت بھی رفع یدین کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اسکی تخصیص برائے دعائے تعزیت منقول نہیں۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ الحمد للہ اس مقام پر مولف نے حکم کلی جزئیات پر جاری کر دیا اور جواز کے قائل ہو گئے پس لازم ہے کہ اس قائدہ کی رو سے دوسری جگہوں میں بھی جواز کے قائل ہوں اور جواز کا قول کریں دوسری جگہیں اور مقامات سے مراد یہ امور

ہیں ایصال ثواب کے لئے رفع یدین کرنا میّت کے لئے مالی اور بدنی صدقہ کرنا بین الخطبتین دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا جو کہ معمول بہا ہیں ورنہ مولف کے کلام میں تضاد و تناقض مقدم آئے گا اور آخری جملہ کا جواب یہ ہے کہ مشارع پر ہر جزئی کا حکم بیان کرنا لازم نہیں بلکہ صرف کلی کا حکم ہی بیان کر دینا کافی ہے ۔ جیسا کہ کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ ہر نشے والی چیز حرام ہے جہاں علت یعنی نشہ پایا جائیگا وہ حرام ہو جائے گی ۔ اور حرام ہونے کا حکم لگا دیا جائیگا ۔ اے عقل والو غور کرو یہ مدعی پر نص قطعی ہے

(قال) تینتیسویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے مولف اربعین نے کہا کہ یہ جو لوگ تکلفات کرتے ہیں میّت کے سوئم پر فرش بچھاتے ہیں خیمے گاڑتے ہیں اور چیزیں تقسیم کرتے ہیں سب بدعتِ شنیعہ ہیں اور شریعت میں ناجائز ہیں ۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ مجیب کا دعوٰی بلا دلیل ہے اور اعمال کا دار و مدار نیات پر ہے اگر قرآن کریم کے قاریوں کی عزت و تکریم کے لئے فرش بچھایا جائے تو یہ فعل و اقدام اچھا اور مستحسن ہے تاکہ پاک فرش پر بیٹھ کر تلاوت و ذکر کریں تاکہ یہ فعل قبولیت کا سبب بن جائے اور جس شخص کا مکان وسیع نہ ہو بلکہ تنگ اور چھوٹا ہو اگر وہ ان حضرات کے لئے خیمہ لگا دے تو اس میں کیا حرج ہے شیرینی تقسیم کرنا اور خوشبو لگانا سنّت ہے اور سنّت سے منع کرنا جائز نہیں اس لئے کہ نبی کریم علیہ السلام نے تین چیزوں کا استعمال نہ کرنا بُرا ہے ۔ یعنی ضرور استعمال کرنی چاہیے (۱) خوشبو (۲) دودھ (۳) وساده (تکیہ) ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ لَا تُرَدُّ الطیب اللبن والوسادة ۔

(قال) مؤلف اربعین چوبیسویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ تیسرے دن اکٹھا ہونا صلحا اور قراء کا ختم قرآن کریم کرنا پورے قرآن کا ختم ہو یا ایک سورۃ کا یہ سب مکروہ ہے جیسا کہ نصاب الاحتساب میں لکھا ہے ۔

اِنَّ خَتْمَ الْقُرْاٰنِ جَهْرًا بِالْجَمَاعَةِ وَيُسَمّٰى بِالْفَارِسِيَّةِ سِيْپَارَه خواندن مَكْرُوْهٌ ۔

(اقول) و باللہ التوفیق ۔ میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں کہ مجیب کا دعوٰی مطابق دلیل نہیں کیونکہ کتاب نصاب الاحتساب میں سوم کا ذکر تک نہیں اور دعوی کا سب سے بڑا جز یہی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ صاحب احتساب نے ختم قرآن جہرًا بالجماعۃ کو مکروہ کہا کیونکہ اس طرح کی قرأت مفوت الاستماع القرآن ہے ایسا اونچا پڑھنے سے قرأت سننے میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور استماع قرآن واجب بنص القرآن ہے ۔ جیسا کہ ارشاد ربانی تعالیٰ ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ

ترجمہ : جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو اور اسکو سنو پس ترک واجب کی وجہ سے صاحب نصاب الاحتساب نے کراہیت کا حکم لگایا اگر قرأت بصورت جہد نہ ہو تو تو قطعاً کراہیت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا باقی صاحب نصاب کی عبارت تیسرے دن کے تعین کی کراہت قطعاً معلوم نہیں ہوتی باقی مجیب کی خدمت میں عرض کروں گا ۔ کہ تیسرے دن کے تعین و تقرر سے دو غرضیں ہیں (۱) اہل میّت سے تعزیت کرنا (۲) قرآن کا پڑھنا ۔ تسبیح تہلیل کرنا اور اسکا ثواب میّت کی رُوح کو ایصال کرنا اور تعزیت امر مسنون ہے مجیب نے خود اس کے جواز کا حکم دیا ہے اور قرآن پڑھنا تسبیح تہلیل کرنا اور اس کا ثواب میت کی روح کو ایصال کرنا یہ بھی حدیث شریف سے ثابت ہے پس ان اغراض کی وجہ سے یہ بھلائی کب مکروہ ہے کوئی دلیل بیان کرو تاکہ میں اسکا جواب دوں جبکہ مقصد سوم و دہم چہلم وغیرہ سے فقط ایصال ثواب ہے عبادت مالی کا یا بدنی کا اور یہ امر اہل سنت کے نزدیک بالکل جائز ہی نہیں بلکہ متفق علیہ ہے صرف معتزلہ کا اختلاف ہے جیسا کہ ہدایہ کے حاشیہ میں مذکور ہے وهما يدل على هذا ان المسلمين يجتمعوا في كل عصر و زمان و يقرؤون القرآن و يهدون ثوابه لموتاهم وعلى هذا اهل الصلاح والديانة من كل مذهب من المالكية والشافعية وغيرهم و لا ينكر ذالك منكر

فکان اجماعًا عند اھل السنۃ و الجماعۃ خلافًا للمعتزلہ (انتہی)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ چیز جو اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ایصال ثواب جائز اور مستحب ہے وہ ہر زمانہ میں صلحا اور اہل دیانت لوگ جمع ہو کر قرآن پڑھتے اور اس کا ثواب میّت کو ایصال کرتے اور وہی طریقہ مالکیہ اور شافیہ کا ہے اسکا کسی نے انکار نہیں کیا اور کوئی بھی منکر نہیں رہا لہذا اس امر پر اہلسنت کا اجماع ثابت ہوا ہاں معتزلہ نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے پس جس وقت اہل سنت کا اجماع کسی امر پر ثابت ہو جائے اور اس کا کوئی بھی منکر نہ گزرا ہو تو ایسے اجماع کے خلاف قول کرنا تباہی و بربادی کو دعوت دینا ہے اور کون عقلمند اس مخالف اجماع کا قول سن کر قبول کرنے کے لئے تیار ہوگا مگر عوام کالانعام جو کھرے اور کھوٹے میں تمیز نہیں کر سکتے یہ لوگ ان کو اغوا کر لیتے ہیں اور خلاف اہلسنت راستہ کشادہ کر لیتے ہیں

اور مطابق اس حدیث شریف کے مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً فَلَہٗ وِزْرُہٗ وِمَنْ عَمِلَ بِھَا

جس نے اسلام میں بُرا سنتہ نکالا ۔ اس پر اس کا بوجھ بھی اور عمل کرنے والوں کا بوجھ بھی ہے اپنے جاہل معتقدین کا بوجھ بھی اٹھاتے ہیں۔ شعر ؎

بوقت صبح ہمچو روز معلومت ۔۔۔۔ کہ باکہ باختہ عشق در شب یجور

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ ۔ اے زمینوں آسمانوں کے پیدا کرنے والے تو ہی فیصلہ فرمائے گا اس امر کا کہ جس میں تیرے بندے اختلاف کرتے تھے خیرات سے روکنا اور حسنات سے باز رکھنا اگر اس وبال اور بوجھ کا سبب بن جائیں تو اس میں کوئی تعجب نہیں یہ اجتماع امرین کو منع کرتے ہیں حالانکہ یہاں اجتماع مستحبین ہے اور جہاں اجتماع مستحبین ہو وہ بطریق اولیٰ خود بھی مستحب ہوتا ہے اور نور علیٰ نور ہو جاتا ہے یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ شعر ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔۔ چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اگر دن میں چمگادڑ کو سورج کی ٹکی نظر نہ آئے تو اس میں سورج کا کیا گناہ سب قصور اس کی آنکھوں کا ہے ۔ دوسرا شعر ؎

سکندر را نمی بخشند آبے ۔۔۔۔ بزور و زر میسر نیست ایں کار

(قولہٗ) کھانا پکانا اور دعوت کرنا ان دنوں میں مکروہ ہے ۔

(گویم) میں کہتا ہوں کہ ہرگز ہرگز نہیں بلکہ اس دعوت کو قبول کرنا سُنّت ہے ۔ اور اس کے سنت ہونے کی وہ حدیث شریف ہے جو مشکوٰۃ شریف میں بروایت عاصم بن کلیب مروی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اپنے ایک صحابی کو دفنا کر فارغ ہوئے تو اس متوفی صحابی کی بیوہ نے نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں قاصد بھیج کر بمعہ صحابہ دعوت طعام دی حضور علیہ السلام بمعہ صحابہ اُس میّت والے گھر تشریف لائے دعوت کو قبول کیا کھانا تناول فرمایا حالانکہ دعوت کا دن اس شخص کی وفات کا پہلا دن تھا ۔ اگر ایسی دعوت مکروہ ہوتی تو نبی کریم علیہ السلام اس دعوت کو ہرگز قبول نہ کرتے لیکن کیا کیا جائے مولف اربعین کی عادت ہے سنت کو مکروہ بنانا اور ناجائز گردانا اور جن فقہی روایات سے اس دعوت کا مکروہ ہونا معلوم ہوتا ہے وہ قسم خاص پر محمول ہیں اور وہ قسم خاص یہ ہے کہ لوگ خود بخود میّت والے گھر میں جمع ہو جائیں شرم حیاء کی وجہ سے اہل بیت اپنی زبان سے کچھ نہ کہہ سکیں حالانکہ اہل بیت ان لوگوں کو کھانا کھلانے پر راضی خوشی سے تیار نہ ہو بلکہ محض امر مجبوری سے کھانا کھلائیں ۔ ایسا کھانا مکروہ ہے (۲) یا یہ کہ میّت کے وارث نابالغ ہوں یا غیر حاضر ہوں اور شخص معین کی ملکیت سے طعام نہ تیار کیا گیا ہو یا ابھی میت کا ترکہ تقسیم نہ کیا گیا ہو تو بیشک مذکورہ بالا صورتوں میں میّت کے گھر سے کھانا کھانا کراہیت سے خالی نہیں جیسا کہ ملا علی القاری نے شرح شفا شریف میں اسکو تفصیل سے بیان کیا ہے اگر مزید وضاحت چاہیئے تو اس کتاب کی طرف رجوع کریں نیز قاضی خان نے بھی اپنے

فتاوی قاضی خان میں اس کا ذکر کیا ہے مولف اربعین نے اس روایت کو نقل کیا ہے مولف کی متضاد تحریروں میں سے ایک تحریر یہ بھی ہے جیسا کہ میں پہلے اشارہ کر چکا ہوں

(قولہ) مولف اربعین نے کہا کہ کوئی چیز کھانے پر پڑھنا[١] اور ہاتھ اٹھانا فاتحہ مروجہ کے طور پر علمائے سنت سے منقول نہیں (گویم) میں کہتا ہوں کہ کھانے پر ہاتھ اٹھانے سے مقصد صرف مغفرت کی دعا کرنا ہے اور کھانے کا ثواب میت کی روح کو ایصال کرنا ہے اور رفع یدین یعنی طعام پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا شرائط دعا سے ہے جیسا کہ حصن حصین کتاب میں مرقوم ہے اور مولف اربعین نے بھی بائیسویں[٢٢] مسئلہ کے جواب میں اس امر کا اقرار کیا ہے اور یہ امر علماء و صلحاء کا معمول رہا ہے یہ حضرات سلف سے تعلق رکھتے ہیں یا خلف سے فَثَبَتَ نَقْلُهُ عَنِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ فَبَطَلَ نَفْيُهُ اس امر کا ثبوت سلف خلف سے ہوا لہذا نفی باطل ٹھہری اور لفظ قبل متنا دل سے پہلے اربعین کی عبارت میں کاتب سے رہ گیا ہے ورنہ عبارت کے معنی درست نہیں ہوں گے

(قال) مولف اربعین نے پچیسواں[٢٥] مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ درصورت اختلاف عمل بالاحتیاط باید۔ یعنے اختلاف کی صورت میں محتاط پر عمل کرنا چاہیئے۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں احتیاط کی صورت یہی ہے کہ فتوی کے مطابق عمل کیا جائے اور درمختار میں فتوی اسی صورت پر صادر کیا ہے لہذا اسی پر عمل بالاحتیاط ہے کیونکہ علمائے احناف کے نزدیک یہ کتاب معتبر ہے۔

(قال) چھبیسواں[٢٦] مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے مولف اربعین نے کہا کہ عرس کا دن مقرر کرنا جائز نہیں۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ لفظ عرس کا اطلاق دو چیزوں پر ہوتا ہے ایک یہ کہ عرس نام ہے قرآن کریم کلمہ شریف پڑھنے اور اس کا ثواب میت کو ایصال کرنے کا نیز طعام و شیرینی کھلانا و تقسیم کرنا اللہ تعالی کے نام پر ثواب برائے میت جو کہ علماء صلحاء کا معمول ہے

---

[١] کھانے کی چیز پر پڑھنا جائز ہے اور وہ متبرک ہو جاتا ہے (خلاصہ فتاوی عزیزی و انتباہ فی سلاسل اولیاء وغیرہ)

مقصد اس سے صرف عبادت مالی و بدنی کا ثواب میت کو ایصال کرنا ہے اور یہ امر اہل سنت کے نزدیک مسلم و متفق علیہ ہے اور اس کی خوبی و اچھائی میں شک نہیں اس کا حسن و اچھا ہونا میں پہلے بیان کر چکا ہوں اور مولف اربعین بھی اس کے قائل ہیں۔ لیکن تعیین یوم کے منکر ہیں لیکن مولف کا یہ انکار تعصب پر مبنی ہے ورنہ یوم کا تعیین اکثر امور میں خود شارع علیہ السلام سے ثابت ہے۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ نُعْمَانَ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ أَبَوَيْهِ أَوْ أَحَدِهِمَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهُ وَكُتِبَ بَارًّا (رواہ البیہقی) ترجمہ: محمد بن نعمان مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا جس شخص نے ہر جمعۃ المبارک کو اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی اللہ تعالی بخش دیگا اس کے گناہ اور اسکو گناہوں سے پاک لکھدیا جائے گا۔

وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ يَوْمَ السَّبْتِ وَيَوْمَ الْأَحَدِ أَكْثَرَ مِمَّا يَصُومُ مِنَ الْأَيَّامِ يَقُولُ إِنَّهُمَا يَوْمَا عِيدٍ لِلْمُشْرِكِينَ فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أُخَالِفَهُمْ رواہ احمد۔ ترجمہ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام ہفتہ و اتوار دوسرے دنوں کی نسبت زیادہ روزہ رکھتے اور فرماتے کہ یہ دو دن مشرکین کے لئے عید کے یعنی کھانے پینے کے ہیں اس لئے یہ مجھے پسند ہے کہ اس بارے ان کی مخالفت کروں وَعَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ أَرْبَعٌ لَمْ يَكُنْ يَدَعُهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيَامَ عَاشُورَاءَ وَالْعَشْرِ وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ (رواہ النسائی) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ چار ایسی چیزیں جنکو حضور علیہ السلام نے کبھی نہیں چھوڑا عاشورہ دسویں ہر ماہ سے تین دن کا روزہ اور صبح کی سنتیں۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ وفی روایۃ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ قَالَ فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ (رواہ مسلم) ترجمہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام سوموار اور جمعرات کے دن کا روزہ رکھتے تھے بلکہ ایک روایت میں کہ آپ سے اس دن یعنی سوموار کے روزہ رکھنے کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ میری ولادت اور قرآن کریم

کے نزول کا دن ہے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ سوموار کے دن کی فضیلت حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت اور نزول قرآن کی وجہ سے ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ایام مذکور کی تخصیص بالفضیلت بایں وجہ ہے کہ ان ایام میں ایسے واقعات رونما ہوئے جو دوسرے ایام میں نہیں اور جس مسئلہ میں ہم گفتگو کر رہے ہیں اس میں بھی یوم کی تخصیص فضیلت کے ساتھ اسی وجہ سے ہے وہ یہ کہ اللہ کے محبوب بندوں نے ان ایام میں دار فانی سے دار البقا کی طرف انتقال کیا ہے اور اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُّوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملانے کا ذریعہ اور واسطہ ہے ایسے دوست کے ساتھ کے عمر بھر یہی آرزو اور تمنا کرتا رہا کہ وصل حاصل ہو اسی وجہ سے اس دن کے پروگرام کا نام عرس رکھا گیا مولانا روم فرماتے ہیں ؎

من شوم عریاں زتن او از خیال
تا خرامم در نہایات الوصال

میں تن سے اور وہ خیال سے جب عاری ہو جائیں گے تو تب اور نبی کریم علیہ السلام کا بوقت وصال اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی کہنا اس مدعیٰ پر نص صریح ہے اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جسدن نعمت کا حصول ہو اسدن عبادت وخیرات کرنا سنت ہے نبی کریم علیہ السلام نے سوموار کے دن روزہ رکھکر جو کہ ایک خالص عبادت ہے اس امر کو واضح فرمادیا کہ نعمت کا دن خدا کے شکر کا دن ہے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سورہ بقرہ کے اختتام پر اونٹ ذبح کرنا اور دوستوں کے لئے کھانا تیار کرنا بھی اس بات کی بین دلیل ہے جیسا کہ میں پہلے جوابوں میں ذکر کرچکا ہوں اور مولف اربعین بھی اس کا معترف ہے اور مشائخ کے اقوال وافعال جو علم اور یقین کے جامع ہیں اور ان کا قدم حضور علیہ السلام کے قدم پر ہے جو کہ حضور علیہ السلام کی موافقت اور پسند میں ہے بلکہ یہ لوگ خلفائے راشدین میں داخل ہیں لِاَنَّ الْجَمْعَ الْمُحَلّٰی بِاللَّامِ فِیْ قَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ یُفِیْدُ الْاِسْتِغْرَاقَ

کَمَا تَقَرَّرَ فِیْ عِلْمِ اُصُوْلِ الْفِقْہِ

پس ان مشائخ کی سنت خلفائے راشدین کی سنت قرار پائی اور خلفائے راشدین کی سنت کا انکار حضور علیہ السلام جو سید الابرار اور قبلۃ الاخیار ہیں کے قول کا انکار ہے اور نبی کریم علیہ السلام کے حکم سے اعراض اللہ تعالیٰ کے حکم سے روگردانی ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ اس مدعیٰ پر نص قطعی ہے وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا اس مدعا پر شاہد عدل ہے مقصد کی وضاحت یوں ہے کہ عرس میں مطلق دعوت دینا نبی کریم علیہ السلام کی سنت ہے اور دن کا تعین کر کے دعوت دینا خلفائے راشدین کی سنت ہے العاقل والمنصف یکفیہ الاشارہ والمتعصب لایفیدہ التصریح وان یروا کل اٰیۃ لا یؤمنوا بھا حتّٰی اذا جاءوک یجادلونک یقول الذین کفروا ان ھٰذا [illegible]

ترجمہ: عاقل اور منصف شخص کے لئے اشارہ ہی کافی ہے متعصب اور غالی کو تصریح بھی مفید نہیں اگرچہ تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے جب تیرے پاس آئیں گے تو جھگڑنے لگیں گے اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ کہیں گے کہ نہیں ہیں یہ مگر پہلے لوگوں کے قصے… دوم خود صاحب خلاف شرع امور پر عرس کا اطلاق سو اسکو عرس کہنا عوام کالانعام کا کام ہے اور اسی قسم کے عرس کو قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے ناجائز کہا اس قسم کے عرس کو کوئی بھی جائز نہیں کہہ سکتا عرس بمعنی قسم اول کو قاضی صاحب نے بھی ناجائز نہیں کہا جیسا کہ مولف اربعین ان کی عبارت سے سمجھا ہے

(قولہ) مولف اربعین نے کہا کہ طعام تیار کر کے گھر گھر تقسیم کرنا جسکو بھاجی کہتے ہیں اسکا کوئی اعتبار نہیں اور اس سے ثواب کی امید رکھنا بھی غلط ہے۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ طعام تیار کر کے عزیز و اقارب اور دوستوں کے گھروں میں بھیجنا سنت ہے نبی کریم علیہ السلام کی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَۃَ وَمَا رَاَیْتُھَا وَلٰکِنْ کَانَ یُکْثِرُ ذِکْرَھَا وَرُبَّمَا یَذْبَحُ الشَّاۃَ فَیُقَطِّعُھَا اَعْضَاءً ثُمَّ یَبْعَثُھَا فِیْ صَدَائِقِ خَدِیْجَۃَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَہٗ کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ فِی الدُّنْیَا اِمْرَاَۃٌ اِلَّا خَدِیْجَۃُ فَیَقُوْلُ اِنَّھَا کَانَتْ وَکَانَتْ وَکَانَ لِیْ مِنْھَا وَلَدٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ مشکوٰۃ شریف

ترجمہ: حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جتنا رشک میں نے خدیجۃ الکبریٰ پر کیا حضور علیہ السلام کی بیویوں میں سے کسی پر بھی نہیں کیا نبی کریم علیہ السلام ان کے وصال کے بعد بھی اکثر ان کا ذکر کرتے اور بسا اوقات بکری ذبح کرکے اس کے گوشت کے ٹکڑے بنا کر حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کے گھروں میں روانہ کرتے اور بسا اوقات میں حضور علیہ السلام سے عرض کرتی کہ آپ تو اس حد تک ذکر فرماتے ہیں گویا دنیا میں سوائے حضرت خدیجہ کے دوسری کوئی عورت ہے ہی نہیں چنانچہ اس حدیث سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ گوشت وغیرہ دوستوں رشتہ داروں کے گھروں میں بھیجنا نبی کریم علیہ السلام کی سنّت ہے اور سنت پر عمل کرنے میں ثواب اور اجر عظیم ہے سُنّت پر عمل کرنے میں ثواب کی امید نہ رکھنا اہل سنت کے مذہب کے بالکل خلاف ہے

عن بلال ابن الحارث المزنی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احیی سُنّۃ من سنتی قد امیتت بعدی فان لہ من الاجر مثل اجر من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورہم الخ (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: بلال ابن الحارث المزنی کہتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم علیہ السلام نے جس شخص نے زندہ کیا میری ایک سنت کو جو میرے وصال کے بعد ختم ہو رہی تھی تو اس شخص کو تمام عمل کرنے والوں کے برابر اجر دیا جائیگا۔ بغیر اس کے کسی کا اجر کم کیا جائے۔

بر شکر غلطید اے صفرائیاں — از برائے کوری سودائیاں
شکر پر لوٹو اے صفراوالو — سودا والوں کے اندھاپن کی وجہ سے

(قولہ) مؤلف اربعین نے کہا کہ یہ جو بعض روایات میں آتا ہے کہ میت کا روح بعض راتوں میں مثلاً جمعہ جمعرات شب برات وغیرہ میں اپنے گھر آتا ہے اس قسم کی روایات معتبر کتابوں یعنی صحاح ستہ میں نہیں اور جب تک روایت صحیح مرفوع متصل الاسناد نہ ہو وہ درجہ اعتبار سے ساقط ہوتی ہے (اقول) میں کہتا ہوں کہ مولف اربعین کا قول دو وجہ سے کمزور ہے وجہ اول یہ ہے کہ صحیح احادیث کا حصر صحاح ستہ میں ہی نہیں بلکہ ان کے

علاوہ بھی کتب احادیث میں صحیح احادیث موجود ہیں اور تمام علماء نے ان کو قبول کیا ہے صاحب مشکوٰۃ اور حصن حصین کے مصنف کے صحاح ستہ کے علاوہ دوسری کتابوں میں بہت زیادہ روایات نقل کی ہیں کما لا یخفی علی المتتبع جیسا کہ غور فکر کرنے والے پر یہ امر مخفی نہیں مسند امام اعظمؒ مسند امام شافعیؒ مسند امام احمدؒ موطا امام محمدؒ اور ان کے آثار موطا امام مالکؒ بعض کے نزدیک ان کتب میں شمار نہیں جنکو صحاح ستہ کہا جاتا ہے اور امام کا مقلد اپنے امام کے مسند کو ہی صحاح ستہ سے اصح مانتا ہے وجہ دوم یہ ہے کہ حنفی مذہب والے کو حق نہیں کہ ایسا قول نقل کرے جو اس کے امام کے مذہب کے خلاف ہو۔ مولف اربعین کا یہ قول کہ جب تک روایت مرفوع متصل الاسناد نہ ہو تو درجہ اعتبار سے ساقط ہے امام اعظمؒ کے مذہب کے بالکل خلاف ہے کیونکہ سنت کی تقلید میں امام صاحب سب سے سبقت لے گئے ہیں۔ مگر بایں ہمہ حدیث مرسل کو مسند کی طرح ہی قابل اتباع گردانتے ہیں اور اپنی رائے پر حدیث مرسل کو مقدم رکھتے ہیں اور اسی طرح قول صحابی کو بھی کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین حضور علیہ السلام کی صحبت کے شرف سے مشرف ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مقدمہ مشکوٰۃ میں نقل کیا کہ حدیث مرسل امام اعظمؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک مطلقاً مقبول ہے کیونکہ ارسال بوجہ کمال ترقی و اعتماد ہے کیونکہ بحث ثقہ راوی کی ہے۔ اگر راوی کے نزدیک مروی عنہ ثقہ نہ ہوتے تو وہ کبھی بھی ارسال نہ کرتا اور قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی نہ کہتا امام شافعی کے نزدیک بھی اگر حدیث مرسل کی تقویت اور تائید کسی دوسرے طریقہ سے ہو جائے تو وہ مقبول ہے امام احمد سے دو قول منقول ہیں ایک قول یہ ہے کہ مقبول ہے دوسرا قول یہ ہے کہ توقف ہے افسوس ہزار افسوس جب ایسے مقتداؤں پیشواؤں سے مذاہب اربعہ کے خلاف کلام سرزد ہو تو ان کے ماننے والوں کا کیا حال ہوگا اور وہ بھی کیوں نہ مذہب

کے معاملہ میں آزاد اور بیباک ہوجائیں گے افسوس ایک بار نہیں صد بار افسوس۔

(قولہ) شیخ عبدالحق نے کمزور اور غرابت کے ساتھ اسکو بیان کیا ہے۔ گویم میں کہتا ہوں کہ شیخ نے مشکوٰۃ کے ترجمہ میں یوں تحریر کیا ہے کہ "در بعض روایات آوردہ است کہ روح میت می آید خانہ خود را شب جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق می کنند از دے یا نہ" یعنی بعض روایات میں آیا ہے کہ میت کی روح جمعہ کی رات کو اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے اہل خانہ صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔ شیخ کی اس عبارت میں غرابت کا ذکر کہیں بھی نہیں۔

(قال) سنتیسویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے مولف اربعین نے کہا کہ قبر پختہ بنانا چبوترہ گنبد چار دیواری قبر کے پاس جائز نہیں۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ قبر کا اوپر کا حصہ پختہ بنانا بلا کراہت جائز ہے جیسا کہ درمختار اور اسکی شرح میں موجود ہے اما لو کان فوقہ من فوق اللبن فلا یکرہ ... اگر یہ پختہ کرنا قبر کے اوپر کے حصہ سے ہے تو یہ مکروہ نہیں اور گنبد تعمیر کرنے کے متعلق بھی صاحب درمختار نے جواز کا فتویٰ دیا ہے اور طوالع الانوار شرح درمختار میں ہے ابد قولہ ایضاً حیث قال ولا یرفع علیہ بناء وقیل لا باس بہ ای بالتطیین والبناء اما الاول فلما فی الخلاصۃ ولا باس بالتطیین واما الثانی فلما نقل فی الامداد عن الفتاوی الکبریٰ والیوم اعتادوا التسنیم باللبن صیانۃ للقبر عن النبش ورأوا ذلک حسنا وقال علیہ السلام ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن فان خیف مع التسنیم ورش الماء علیہ فلا باس بجعل نوضع او اجر واللاجر ... فی الخانیۃ وعلیہ الفتوی لقد اعتاد اہل مصر وضع الاحجار للقبور ... الاندراس

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے خلیفہ مولوی محمد عیسیٰ صاحب الہ آبادی اپنی کتاب نور الصدور میں رقمطراز ہیں کہ روایت ہے ابوہریرہؓ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے واسطے تحفہ بھیجو ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ہم کیا تحفہ بھیجیں آپ نے فرمایا مومنوں کی ارواح جمعہ کی رات کو آسمان سے دنیا کی طرف آتی ہیں اور اپنے مکان کے مقابل کھڑی ہو کر ہر ایک روح غمگین آواز سے پکارتی ہے الخ۔ (منقول ...)

(نور الصدور ترجمہ شرح الصدور مطبوعہ کلام کمپنی کراچی صفحہ ۱۴۲)

والنقش وفی الظھیریۃ ولو وضع علیہ شیئا من الاحجار او کتب علیہ شیئا فلا باس بہ عند البعض روی انہ لما دفن عثمان ابن مظعون امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلا ان یاتیہ بحجر فلم یستطع حملہا فقام الیہا علیہ السلام فحسر عن ذراعیہ ثم حملہا فوضعہا عند راسہ وقال اعلم بہا قبر اخی وادفن الیہ من مات من اہلی رواہ ابوداود وفی الحجۃ واذا خربت القبور فلا باس بتطیینہا لما روی ان النبی صلی اللہ علیہ مر بقبر ابنہ ابراہیم فرای فیہ حجرا سقط منہ فسدہ وقال من عمل عملا فلیتقنہ وھو المختار کما فی کراھیۃ السراجیۃ وفی جنائزہا ولا باس بالکتابۃ ان احتیج الیہا حتی لا یذہب الاثر ولا یمتہن القبر انتہی۔

اپنے اس قول کی تائید میں انہوں نے اس مقام پہ جہاں لو یرفع علیہ بناء کہا بعض نے کہا قبر کو لیپ دینے اور بناء اس پر بنانے میں کوئی حرج نہیں لیپ سے متعلق تو خلاصہ میں کہا لا باس کہ اس میں کوئی حرج نہیں لیکن ثانی تو امداد الفتاوی میں فتاوی کبریٰ سے نقل کیا کہ جیسا کہ عادت ہے کہ مسنم بناتے ہیں اور اس فعل کو اچھا سمجھتے ہیں اور حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جسکو مومن اچھا سمجھیں اللہ تعالیٰ بھی اس کو اچھا جانتا ہے ایسا کرنے میں قبر کے ٹوٹ پھوٹ جانے سے حفاظت متصور ہوتی ہے اگر مسنم بنایا جائے اور پانی ڈالا جائے اور اینٹیں لگا دی جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں اینٹ رکھنے ظاہر میں غلط نہیں غیاثیہ میں ہے کہ اس پر فتویٰ ہے کہ اہل مصر کی عادت ہے کہ وہ قبروں پر پتھر لگاتے ہیں تاکہ نشان نہ مٹ جائیں گر نہ جائیں اور فتویٰ ظہیریہ میں لکھا ہے کہ اگر قبر پہ پتھر رکھے جائیں یا کچھ لکھ دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ عثمان بن مظعون فوت ہوئے تو نبی کریم علیہ السلام نے ایک شخص سے کہا کہ پتھر اٹھا لاؤ تو وہ شخص پتھر نہ اٹھا سکا نبی کریم علیہ السلام نے آستین چڑھائی اور خود پتھر اٹھایا اور سر کے قریب رکھ دیا فرمایا میں اسکو بطور نشانی رکھ رہا ہوں اور دفن کروں گا جو میری اہل سے فوت ہوا اس کے پاس اور محجۃ میں ہے کہ جب قبریں خراب ہونے لگیں تو لیپ دینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ نبی کریم علیہ السلام کا گذر اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر سے ہوا

تو آپ نے پتھر گرا ہوا اس میں دیکھا تو آپ نے مضبوطی سے اسے لگایا اور فرمایا جو کام کرے مضبوطی سے کرے اور اگر کتابت کی ضرورت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں تاکہ نشان نہ مٹ جائیں اور قبر کی توہین نہ ہو۔

اور اسی طرح چبوترہ اور چار دیواری قبر کی زینت کے لئے نہ ہو بلکہ نیک نیتی پر مبنی ہو مثلاً زائرین کے بیٹھنے کیلئے یعنی پردہ کے لیے دیوار تاکہ نماز کے لئے سترہ کا کام دے اور خشوع و خضوع پیدا ہو اس میں کوئی شرعی ممانعت نہیں جیسا کہ مشکوٰۃ کی شرح طیبی میں منقول ہے نیز میر جمال الدین کے حاشیہ میں بھی مرقوم ہے اَمَّا مَنِ اتَّخَذَ مَسْجِدًا فِیْ جِوَارِ صَالِحٍ اَوْ صَلّٰی فِیْ مَقْبَرَتِہٖ وَقَصَدَ بِہِ الْاِسْتِظْہَارَ بِرُوْحِہٖ اَوْ وُصُوْلَ اَثَرٍ مِنْ اٰثَارِ عِبَادَتِہٖ اِلَیْہِ لَا لِلتَّعْظِیْمِ لَہٗ وَالتَّوَجُّہِ نَحْوَہٗ فَلَا حَرَجَ عَلَیْہِ اَلَا تَرٰی اَنَّ مَرْقَدَ اِسْمٰعِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ عِنْدَ الْحَطِیْمِ ثُمَّ اِنَّ ذٰلِکَ الْمَسْجِدَ اَفْضَلُ مَکَانٍ یَتَحَرّٰی الْمُصَلِّیْ بِصَلٰوتِہٖ وَالنَّہْیُ عَنِ الصَّلٰوۃِ فِی الْمَقَابِرِ مُخْتَصٌّ بِالْمَقَابِرِ الْمَنْبُوْشَۃِ لِمَا فِیْہَا مِنَ النَّجَاسَۃِ..... انتہی —

ترجمہ:۔ جو شخص مسجد تعمیر کرے کسی بزرگ کے مزار پر انوار کے قریب یا نماز ادا کرے مرد صالح کے مقبرہ میں اور ارادہ کرے بزرگ کی روح سے مدد کا یا اپنی عبادت کے اثر کا جانب بزرگ اور مقصود تعظیم و توجہ جانب بزرگ نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کیا نہیں دیکھتا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قبر منور مسجد حرام میں حطیم کعبہ کے قریب ہے اور مسجد حرام افضل ترین مساجد میں سے ہے جسکا ارادہ نماز ادا ئے نماز کے لئے کرے نہی قبرستان میں نماز پڑھنے سے اس قبرستان سے ممانعت ہو غیر محفوظ قبریں گری پڑی کھلی ہوئی ہوں جہاں عموماً... نجاست رہتی ہے۔

قولہ علیہ جنازے کے ساتھ اونچا پڑھنا مکروہ ہے (گویم) میں کہتا ہوں کہ اگرچہ بعض فقہا کے نزدیک مکروہ ہے مگر حدیث شریف سے ثابت ہے۔ جامع صغیر (صغیر) میں حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا اَکْثِرُوْا فِی الْجَنَازَۃِ قَوْلَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پس بنا بر اختلاف اگر کوئی جنازے کے ساتھ ذکر بالجہر کرے تو اسکو منع نہیں کرنا چاہئے۔ جیسا کہ صاحب طوالع الانوار نے شرح اذکار سے نقل

کیا ہے۔ وَنُقِلَ عَنِ السَّیِّدِ الطَّاہِرِ الْاَبْدَالِ اَنَّہٗ قَالَ السُّنَّۃُ وَاِنْ کَانَتْ ہٰہُنَا السُّکُوْتُ لٰکِنْ قَدِ اعْتَادَ النَّاسُ کَثْرَۃَ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَفْعَ اَصْوَاتِہِمْ وَہُمْ اِنْ مُنِعُوْا اَبَتْ نُفُوْسُہُمْ عَنِ السُّکُوْتِ وَالتَّفَکُّرِ فِیْ اَمْرِ الْمَوْتِ فَیَقَعُوْنَ فِیْ کَلَامٍ دُنْیَوِیٍّ وَرُبَّمَا وَقَعُوْا فِیْ غِیْبَۃٍ وَاِنْکَارِ الْمُنْکَرِ اِذَا اَفْضٰی اِلٰی مَا ہُوَ اَعْظَمُ مُنْکَرًا کَانَ تَرْکُہَا اَحَبَّ [illegible] کَمَا ہُوَ الْقَاعِدَۃُ الشَّرْعِیَّۃُ اِنْتَہٰی مُلَخَّصًا۔ ترجمہ، سید طاہر ابدال سے نقل ہے کہ سنت اگرچہ سکوت ہے مگر لوگوں کی عادت ہے کہ اس حال میں وہ نبی کریم علیہ السلام پر کثرت سے درود شریف پڑھتے ہیں اور آوازیں بلند ہوتی ہیں اور اگر ان کو اس سے منع کیا جائے تو ان کے نفوس سکوت و خاموشی سے انکار کرتے ہیں اور تفکر فی الموات کی بجائے وہ دنیاوی کام میں مشغول ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے غیبت میں مشغول ہو جاتے ہیں اور جب منکر کا انکار اس حد تک بڑھ جائے کہ منکر سے بڑھ کر بڑے بڑے گناہ لازم آنے لگیں تو بہتر یہ ہے کہ اقل مفسد کو اختیار کرتے ہوئے پہلے منکر سے منع کیا جائے جیسا کہ شرعی قاعدہ بھی یہی ہے۔

(قولہ) مؤلف اربعین نے کہا کہ میت کو تلقین کرنے میں علماء کے اقوال مختلف ہیں ظاہر روایت یہ ہے کہ تلقین نہیں کرنی چاہئے (گویم) میں کہتا ہوں کہ صاحب درمختار نے جوہرہ منیرہ وغیرہ سے تلقین بعد از دفن جائز نقل کی ہے نزد اہل سنت قَالَ وَفِی الْجَوْہَرَۃِ

۵ مولوی سرفراز گکھڑوی نے امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے تلقین کے جواز میں ایک حدیث نقل کی ہے اور بتایا ہے اگرچہ اس حدیث کی بعض محدثین کرام نے تضعیف کی ہے لیکن حافظ ابن حجر اس کی سند کو صالح کہتے ہیں الخ آگے ابن تیمیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں (اردو ترجمہ ملاحظہ ہو) اور قبر میں میت کی تلقین کے جواز کی اس کارروائی پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ قدیم سے اس وقت تک لوگوں کا عمل اس پر چلا آرہا ہے اور اگر مردہ اس کو نہ سنتا ہو اور اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو تو یہ ایک بے فائدہ اور عبث کارروائی ہے اور امام احمد سے اس بارے میں سوال ہوا تو انھوں نے اس کو مستحسن سمجھا اور اس پر انھوں نے دلیل یہ پیش کی کہ اس پر بدستور عمل چلا آرہا ہے الخ۔ (انتہی) (سماع موتیٰ صفحہ ۲۳۲ و کتاب الروح اردو صفحہ ۳۳ مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

اِنَّهٗ مَشْهُوْرٌ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَ يَكْفِيْ قَوْلُهٗ يَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ اُذْكُرْ مَا كُنْتَ عَلَيْهِ وَ قُلْ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ يَعْرِفْ اِسْمَهٗ قَالَ يَنْسُبُ اِلٰى حَقِّ الْيَقِيْنِ فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ حَوَّا وَ يَا بِنْتَ حَوَّا انْتَهٰى - وَ فِيْ شَرْحِ الْوَجِيْزِ نَقْلًا عَنِ الشَّافِعِيِّ اِنَّهٗ قَالَ يُسْتَحَبُّ اَنْ يُلَقَّنَ بَعْدَ الدَّفْنِ فَيُقَالُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَوْ يَا اَمَةَ اللّٰهِ اُذْكُرْ مَا خَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا مِنْ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ - وَ اِنَّ النَّارَ حَقٌّ وَ الْبَعْثَ حَقٌّ وَ السَّاعَةَ حَقٌّ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَ اَنْ يُبْعَثَ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ وَ اِنَّكَ رَضِيْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا وَّ نَبِيًّا وَّ بِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَّ بِالْكَعْبَةِ قِبْلَةً وَّ بِالْمُؤْمِنِيْنَ اِخْوَانًا ●

کہا جوہرہ میں کہ بے شک یہ تلقین جائز ہے اہل سنت کے نزدیک اور کافی ہے اتنی بات اے فلاں بیٹے فلاں کے یاد کر جس پر تو دنیا میں تھا اور کہہ کہ راضی ہوں میں اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور نبی کریم کی رسالت و نبوت پر کسی نے عرض کیا کہ اگر اس میت کا نام معلوم نہ ہو تو پھر کیا کہا جائے آپ نے فرمایا کہ حضرت حوا کی طرف نسبت کر کے حوا کے بیٹے یا بیٹی کہہ کر تلقین کی جائے اور شرح وجیز میں امام شافعی سے نقل کیا گیا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ تلقین دفن کے بعد کی جائے اور کہا جائے اے اللہ کے بندے یا بندی یاد کر اسکو جس پر تو دنیا سے چلا کلمہ شریف کی شہادت اور جنت و دوزخ بہشت قیامت سب حق ہیں اور قیامت آنے والی ہے اسمیں شک نہیں جو قبروں میں ہیں اور سب کو زندہ کیا جائے گا۔ اور تو دنیا میں اللہ تعالٰی کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر حضور علیہ السلام کی رسالت و نبوت پر قرآن کے امام ہونے پر کعبہ کے قبلہ ہونے پر اور مومنین کے بھائی چارے پر راضی رہا۔ وَقَدْ رَوَى الطَّبْرَانِيُّ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ اَحَدٌ مِّنْ اِخْوَانِكُمْ فَسَوَّيْتُمُ التُّرَابَ عَلٰى قَبْرِهٖ فَلْيَقُمْ اَحَدُكُمْ عَلٰى رَاْسِ قَبْرِهٖ ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانَةَ فَاِنَّهٗ يَسْمَعُهٗ وَلَا يُجِيْبُ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانَةَ فَاِنَّهٗ يَسْتَوِيْ قَاعِدًا ثُمَّ يَقُوْلُ يَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانَةَ فَاِنَّهٗ يَقُوْلُ اَرْشِدْنَا يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ فَلْيَقُلْ اُذْكُرْ مَا خَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا

عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ - وَ اَنَّكَ رَضِيْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَّ بِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا فَاِنَّ مُنْكَرًا وَّ نَكِيْرًا يَاْخُذُ كُلُّ مِنْهُمَا بِيَدِ صَاحِبِهٖ وَ يَقُوْلُ اِنْطَلِقْ بِنَا مَا نَقْعُدُ عِنْدَ مَنْ لُقِّنَ حُجَّتَهٗ فَيَكُوْنُ اللّٰهُ حَجِيْجَهٗ دُوْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ يَعْرِفْ اُمَّهٗ قَالَ فَيَنْسُبُهٗ اِلٰى حَوَّا يَا فُلَانَ ابْنَ حَوَّا - وَ قَدْ ذَكَرَ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ فِيْ سُنَنِهٖ عَنْ اَبِيْ رَاشِدٍ وَ حَمْزَةَ بْنِ حَبِيْبٍ وَ حَكِيْمِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالُوْا اِذَا سُوِّيَ عَلَى الْمَيِّتِ قَبْرُهٗ وَ انْصَرَفَ النَّاسُ عَنْهُ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ يُّقَالَ لِلْمَيِّتِ عِنْدَ قَبْرِهٖ يَا فُلَانُ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ يَا فُلَانُ قُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ وَ دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ وَ نَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ انْتَهٰى -

● اسکا مطلب تقریباً وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سنا میں نے سرور دو عالم علیہ السلام سے آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ جب فوت ہو جائے تم میں سے کوئی پس نہ روک رکھو اسکو گھر میں جلدی لے جاؤ اسکو واسطے دفن کرنے کے اور میت کے دفن کئے بعد اس کے سرہانے سورۃ بقرہ مفلحون تک اور پاؤں کی طرف کھڑے ہو کر سورۃ بقرہ کا آخر آمن الرسول سے لیکر اختتام تک پڑھنا چاہیئے نیز سورۃ فاتحہ معوذتین سورۃ اخلاص پڑھ کر تمام قبرستان والوں کو ایصال

کرنا چاہیے۔

قولہ مولف اربعین نے کہا کہ خوف کے وقت نماز پڑھنا کتب واحادیث کی معتبر کتابوں میں میری نظر سے نہیں گذرا لیکن بعض وظائف اور صوفیائے کرام کے رسائل میں لکھا ہوا ہے دلیل کے لئے حدیث شریف یا فقہ کی روایت کافی ہے مشائخ صوفیا کے افعال پر فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔

اقول میں کہتا ہوں کہ وجہ معلوم نہیں کہ مولف اربعین مشائخ صوفیا جو صورت اور سیرت میں خیر البشر علیہ السلام کے متبع ہیں کے افعال کی اتباع کے کیوں منکر ہیں اور اس کے افعال و اقوال پر فتویٰ کیوں جاری نہیں کرتے حالانکہ یہ مشائخ صوفیہ سنت کی اتباع میں علمائے عاملین سے چند قدم آگے ہیں اور اپنے ظاہر و باطن کو نبی علیہ السلام کی سنت کے مطابق ڈھالے ہوتے ہیں وراثت کاملہ اور نیابت تامہ اسکو حاصل ہے۔

وَهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى أَنِيْسُهُمْ وَلَا يَخِيْبُ جَلِيْسُهُمْ وَهُمُ الَّذِيْنَ إِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ كَلَامُهُمْ دَوَاءٌ وَنَظْرُهُمْ شِفَاءٌ وَصُحْبَتُهُمْ جِلَاءٌ وَرُؤْيَتُهُمْ بَهَاءٌ (خلاصہ مشائخ ایک ایسا گروہ ہے کہ ان کا ہم جلیس وہم نشیں بدبخت نہیں رہتا ان سے چھو جانے والا بے مراد نہیں لوٹتا جب ان کو دیکھا جائے تو خدا یاد آتا ہے ان کا کلام علاج ان کی نظر شفا ان کی صحبت ایمان کی جلا ان کی محبت ایمان کی بہار ہے ؎

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دیں — سخرہ کند بر دو ہم طعنہ زند بر چلہ

اے اللہ تونے اپنے ان دوستوں کو کیسی عظمت اور شان عطا فرمائی ہے جس کسی نے بھی ان کو شناخت کر لیا تجھے پا لیا۔ اور وہ تجھے نہ پاسکا جب تک کہ ان کو نہ پالیا یعنی تیرا پانا اور ان کی شناخت آپس میں لازم و ملزوم ہیں کیونکہ تونے خود ان کی شان میں فرمایا ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور اس فضیلت سے موصوف ہیں کہ اَنَا جَلِيْسُ مَنْ ذَكَرَنِيْ یعنی جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کا ہم نشین ہوتا ہوں اور كُنْتُ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ الخ حدیث مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ اور قرآن کی یہ آیت شریفہ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ

وَجْهَهٗ اس گروہ کی شان کافی ووافی ہے اور وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَآءٌ الخ انکی ثناء اور تعریف کامل ہیں ہے اس کے علاوہ مسئلہ مذکورہ فضائل اعمال سے ہے جسکا مدار دوسرے کو نفع رسانی پر ہے جس میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں اور کسی قسم کا اختلاف از قبیل حلال وحرام نہیں جو کہ سبب توقف بنے بلکہ لازم ہے کہ بمقتضی ونظر وَانْظُرْ اِلٰى مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰى مَنْ قَالَ مناع بیک سر دکان کے باشد بلا قائل جواز کا فتویٰ دینا چاہیے تاکہ ثواب عظیم کا حصول ہو۔ اے اللہ ہمیں اپنے دوستوں اور دوستوں کے دوستوں سے بنا اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ فِيْ حُبِّهِمْ وَاَمِتْنِيْ عَلَيْهَا. وَاحْشُرْنِيْ مَعَهُمْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

؎ مسکین حسن می گوید تا اے دقت عشاق تو خوش
گر من ز ایشان نیستم در کار ایشان کن مرا

مولف اربعین نے انتالیسواں ۳۹ مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ زیارت قبور مردوں کے لئے بشرط سنت کے مطابق ہو جائز ہے اور عورتوں کے لئے زیارت قبور جائز نہیں۔

اقول میں کہتا ہوں کہ زیارت قبور کا مردوں عورتوں دونوں کے لئے جائز ہونا فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کیونکہ آپ جنت البقیع میں تشریف لے گئے اور اہل قبور پر آپ نے سلام پیش فرمایا اور ان کیلئے بخشش کی دعا کی دوسری وجہ یہ ہے کہ زیارت قبور سے موت یاد آتی ہے آخرت کا تذکرہ ہوتا ہے رقت قلب پیدا ہوتی ہے سب سے بڑا فائدہ یہ ہے قبرستان کے مردوں کے لئے دعا مغفرت کی جاتی ہے اور بخشش کی التجا ہوتی ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ زَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ اُمِّهٖ فَبَكٰى وَاَبْكٰى مَنْ حَوْلَهٗ فَقَالَ اِسْتَاْذَنْتُ رَبِّيْ فِيْ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ وَاسْتَاْذَنْتُهٗ فِيْ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَهَا فَاُذِنَ لِيْ فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اور آپ اتنی کثرت سے روئے کہ ارد گرد کے لوگ بھی رونے لگے اور آپ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی والدہ کی مغفرت کی اجازت مانگی تو

اجازت نہ ملی[1] پھر میں نے قبر کی زیارت کی اجازت چاہی تو مل گئی تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس سے موت یاد آتی ہے عورتوں کے لیے بھی زیارت قبور سنت ہے اسکی دلیل دوسری حدیث ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے (عن عائشة قالت كيف أقول يا رسول الله قال قولي السلام على اهل الديار من المؤمنين والمسلمين ويرحم الله المستقدمين منا والمستأخرين وانا ان شاء الله بكم لاحقون رواه مسلم) ام المومنین رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوقت زیارت قبور میں کیا کہوں کیا پڑھوں کیسے پڑھوں تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ سلام ہو خانہ مومنین اور مسلمین پر اللہ پہلے جانے والوں اور بعد آنے والوں پر رحمت کرے اور ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں یہ حدیث بصراحت اس امر پر دال ہے کہ عورتوں کے لئے زیارت قبور بالکل جائز ہے اور وہ احادیث جن سے عورتوں کے لئے زیارت قبور کی ممانعت معلوم ہوتی ہے تو وہ جملہ روایات اس حدیث سے منسوخ ہیں كنت نهيتكم عن زيارة القبور الا فزوروها میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب اجازت ہے زیارت کیا کرو جیسا کہ درمختار میں ہے:- ولا بأس بزيارة القبور ولو للنساء لحديث

[1] اجازت نہ ملنے کی وجہ یہ نہ تھی کہ معاذ اللہ آپ کافرہ تھیں استغفر اللہ بلکہ یہ اشارہ آپ کے گناہوں سے پاک ہونے کی طرف. کیونکہ غیر نبی وغیر رسول کے حق لفظ استغفار گناہ کا وہم پیدا کرتا ہے اس لئے استغفار سے منع کیا گیا اور زیارت کی اجازت دیدی گئی (فوائد نظمی) دوسرا یہ روایت سنن ابن ماجہ میں مسند امام احمد بن حنبل سنن نسائی مستدرک حاکم سنن بیہقی میں ہے ان سب میں یزید بن کیسان راوی ہے جو محدثین کے نزدیک متکلم فیہ ہے دیکھئے تہذیب التہذیب۔ میزان الاعتدال اور خلاصہ وغیرہ تفصیل کے لئے پڑھیئے رسالہ الحنفا امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کی - لہٰذا اس روایت سے زیارت قبور کا استدلال تو کیا جاسکتا ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ کے مشرک اور جہنمی (معاذ اللہ) ہونے کے عقیدے کا استدلال سراسر باطل ہے۔

خلاصہ ماخوذ سیرت المصطفیٰ مصنفہ ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد صـــ ۱۱۰ (فضل چشتی)

كنت نهيتكم عن زيارة القبور الا فزوروها ويقول السلام عليكم دار قوم مؤمنين وانا ان شاء الله بكم لاحقون ويقرء يٰس - وفي الحديث من قرء الاخلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطي من الاجر بعدد الاموات - وفي البحر الرائق والاصح ان الرخصة ثابتة لهما اي للرجال والنساء - يعني بلا فرق بين العجائز والشواب وفي المختبي تندب الزيارة - وقال الطيبي في شرح المشكوة وملا علي قاري في شرح الحصن الحصين - زيارة لو ان زيارة الميت كزيارته في حال حيوته يتقبله بوجهه فان كان في الحيوة اذا زاره يجلس منه على البعد لكونه عظيم القدر فكذلك في زيارته يقف او يجلس على البعد منه وان كان يجلس منه على القرب في حيوته كذا انه يجلس بقربه في زيارته - انتهى - واخرج الديلمي عن جابر مرفوعا لا بر افضل من بر اهل القبور ولا يصل اهل القبور الا محض من في آخرته ابو الشيخ والديلمي عن ابي هريرة مرفوعا ما من رجل يزور قبر حميمه فيسلم عليه ويقعد عنده الا رد عليه السلام وانس به حتى يقوم من عنده واخرج ابن عساكر عن ابي هريرة مرفوعا ما من رجل يمر بقبر كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه الا عرفه ورد عليه - قال في طوالع الانوار قالوا ولا شيء انفع للقلوب القاسية من زيارة القبور المصحوبة بالتفكر والاعتبار بمن تسلك من الاهل والاقران ولذلك يستحب الاكثار من زيارتها كما نص عليه غير واحد من اولي التحقيق - قال السيد احمد وروى ايضا من حديث انس رضي الله عنه اذا قرء المؤمن اية الكرسي وجعل ثوابها لاهل القبور ادخل الله تعالى في كل قبر من المشرق والمغرب نورا اوسع الله تعالى مضاجعهم واعطى الله للقاري ثواب ستين نبيا ورفع له بكل ميت درجة وكتب له بكل ميت عشر حسنات ذكره القرطبي في تذكرته وعن انس رضي الله عنه انه سأل رسول الله عليه وسلم فقال يا رسول الله انا نتصدق عن موتانا ونحج عنهم وندعو لهم فهل يصل ذلك اليهم - فقال نعم انه يصل ويفرحون به كما يفرح احدكم بالطبق اذا اهدي اليه رواه ابو حفص العكبري - فللانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره عند اهل السنة والجماعة صلوة كانت او صوما او حجا او صدقة او قراءة القرآن او الاذكار او غير ذلك من انواع البر ويصل الى الميت وينفعه قاله الزيلعي في باب الحج عن الغير - انتهى۔

(خلاصہ کلام) زیارت قبور میں کوئی حرج نہیں اگرچہ زیارت عورتیں ہی کیوں نہ ہوں کیوں کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب اجازت

ہے زیارت قبور کیا کرے زائر بوقت زیارت السلام علیکم دار مومنین و مسلمین کہے اور سورۃ یٰسین پڑھے حدیث میں مروی ہے کہ جس شخص نے گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبور کو بخشا تو اللہ تعالیٰ اس قاری کو بھی قبرستان کے مدفونوں کے برابر ثواب عطا فرمائیگا اور بحر الرائق میں ہے کہ اصح یہ ہے کہ زیارت قبور کی اجازت مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ہے بلا تفریق بوڑھی اور جوان عورت کے المجتبیٰ میں ہے کہ زیارت قبور مستحب ہے طیبی نے شرح مشکوٰۃ میں اور ملا علی قاری شرح حصن حصین میں لکھا کہ میت کی زیارت ایسی ہی ہے جیسا کہ حیاۃ میں زیارت چہرہ کے ساتھ اسکی طرف متوجہ ہو اور اگر زندگی میں اس کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے اس سے دور بیٹھتا تھا تو وفات کے بعد بھی دور بیٹھے اور اگر زندگی میں قریب بیٹھتا تھا تو وفات کے بعد بھی قریب بیٹھے اور بیہقی نے مرفوعاً حضرت جابر سے روایت کیا کہ کوئی نیکی اس نیکی کے برابر نہیں ہو سکتی جو اہل قبور کے ساتھ کی جائے اور اہل قبور سے وہی شخص تعلق رکھے گا جو اہل ایمان ہوگا ابو الشیخ اور دیلمی نے مرفوعاً حضرت ابی ہریرہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص بھی عزیز رشتہ داروں کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور سلام دیتا ہے اور قبر کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ قبر والا سلام کا جواب دیتا ہے اور خوش ہوتا ہے یہاں تک کہ یہ زائر وہاں سے چلا آتا ہے ابن عساکر نے ابی ہریرہ رضی اللہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو شخص ایسی قبر سے گذرتا ہے کہ دنیا میں وہ اس کو جانتا تھا۔ تو جب یہ سلام دیتا ہے تو قبر والا اس کو جان جاتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور طوالع الانوار میں لکھا ہے کہ سخت اور کھوٹے دلوں کا علاج قبور کی زیارت ہے دوستوں کے قبروں کی زیارت سب سے زیادہ نفع بخش ہے ان کی موت میں تفکر غور کرنا ہم عمر لوگوں کا چلا جانا یہی وجہ ہے کہ اہل تحقیق کے نزدیک ان لوگوں کی قبروں کی زیارت مستحب ہے جیسا کہ اس پر اہل تحقیق نے نص کی ہے سید احمد نے کہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب مومن آیۃ الکرسی پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبور کو

ہبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قبر میں مشرق و مغرب کی جانب سے نور داخل فرما دیتا اور انکی قبروں کو کشادہ فرما دیتا ہے اور پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ ساٹھ انبیاء کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے اور ہر میت کے بدلے اس کا درجہ بلند کیا جاتا ہے اور دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اسکو قرطبی نے اپنے تذکرہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے مردوں کی جانب سے روزے رکھتے ہیں حج کرتے ہیں صدقہ دیتے ہیں دعائیں مانگتے ہیں کیا ان کا ثواب ان تک پہنچتا ہے آپ نے فرمایا ہاں پہنچتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم میں سے کوئی آدمی اسوقت خوش ہوتا ہے جب اسے طبق ہدیہ دیا جائے (احمد سعید ح) پس انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب نماز ہو یا حج یا روزہ ہو یا صدقہ قرأت قرآن ہو یا اذکار و وظائف مردوں کو ایصال کرے اور یہی عقیدہ ہے اہل سنت وجماعت کا امام قرطبی نے اسکو باب الحج لیضرہ میں بیان کیا۔

(قال) چالیسواں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے مولف اربعین نے کہا کہ استعانت اور امداد از اہل قبور کو کسی طرح بھی جائز نہیں۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ مولف اربعین ہر مسئلہ میں اکابرین اور خود اپنے اساتذہ کے خلاف قول کرنے کے عادی ہیں اور اس مسئلہ میں اختلاف کر کے دوسرے متبعین منکرین سے بھی آگے نکل گئے یہاں تک لکھدیا کہ دوسرے انبیاء کی خود نبی کریم علیہ السلام کے مرقد مبارک سے بھی استمداد کرنا جائز کہا ہے۔ بہت بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے حالانکہ انبیاء کرام علیہ السلام کی حیاۃ میں کسی کو بھی اختلاف نہیں یہی وجہ ہے کہ مجیب نے بھی ایک مجبور اور مضطر انسان کی طرح اس کا اعتراف کیا ہے مگر اپنے عقیدہ کے تحفظ کیلئے حیات برزخی اور دنیاوی میں کوئی فرق نہیں کیا اور ایک کا حکم دوسرے پر جاری نہیں کیا حالانکہ مؤلف اربعین کے اساتذہ کی عبارات جواز استمداد و استعانت میں ان

کی کتب میں اکثر مقامات پر موجود ہیں غور وخوض سے اور کان لگا کر ان کو سننا چاہیئے چنانچہ مولوی عبدالعزیز جو کہ جد امجد اور استاد الاستاد ہیں مولف اربعین کے وہ اپنی تفسیر فتح العزیز میں ارقام فرماتے ہیں کہ درانیجا باید فہمید کہ اس مقام پر سمجھنا چاہیئے کہ استمداد غیر اللہ سے اس طرح کے اس کو مستقل جانے اور اللہ تعالیٰ کے عون کا مظہر نہ سمجھے حرام ہے اور اگر اس کی توجہ اللہ تعالیٰ کی جانب ہے اور اس غیر کو اللہ تعالیٰ کے عون کا مظہر سمجھتا ہے اور عالم اسباب میں محض بطور سبب غیر سے استعانت کرتا ہے تو ایسی استعانت عرفان سے بعید نہیں بلکہ شرع میں بھی جائز ہے اور انبیاء و اولیاء نے اس قسم کی استعانت غیر سے کی ہے دراصل اس قسم کی استعانت غیر اللہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے ہے اور عبس تولی کی تفسیر میں لکھا کہ آگ سے جلانا دراصل روح کو بے مکان بنانا ہے اور دفن کرنا دراصل روح کے لئے مکان مہیا کرنا ہے اس کی بنا اس بات پر ہے کہ مدفون اولیائے عظام اور صلحائے مومنین سے استفادہ و انتفاع جاری رہتا ہے اور ان کو بھی استفادہ و اعانت جاری رہتی ہے بخلاف ان مردوں کے جن کو جلا دیا جائے ان چیزوں کو ان کے مذہب والوں سے کوئی نسبت نہیں (انتہیٰ) شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ استمداد ان اہل قبور سے جو انبیاء علیہ السلام کے علاوہ ہیں اس کا بہت سے فقہاء نے انکار کیا ہے ایک خیال یہ ہے کہ ان کی قبور کی زیارت کا جواز فقط اس لئے ہے کہ ان کے لئے دعائے استغفار کی جائے اور ان کو نفع رسانی کے لئے تلاوت قرآن کی جائے اور مشائخ صوفیا اور بعض فقہاء نے استمداد غیر انبیاء علیہ السلام سے جواز کو ثابت کیا ہے اور یہ امر اہل کشف و کمال کے نزدیک ثابت و محقق ہے یہاں تک کہ بہت سے حضرات کو ان کے ارواح سے فیوض و برکات حاصل ہوتی ہیں اور اس گروہ کو صوفیاء کی اصطلاح میں اویسی کہتے ہیں امام شافعیؒ نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظمؒ رضا کی قبر منور تریاق مجرب ہے اجابت دعا کے لئے اور حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے فرمایا کہ جس سے

حیاۃ ظاہری میں استمداد کی جا سکتی ہے تو بعد از وفات بھی اس سے استمداد کی جا سکتی ہے مشائخ عظام میں سے ایک سے یہ روایت بھی منقول ہے کہ میں نے چار ایسے کامل اشخاص دیکھے ہیں کہ جو اپنی قبور میں تصرف کرتے ہیں ویسا ہی تصرف جیسا کہ وہ حیات ظاہری میں کرتے تھے بلکہ قبر کا تصرف اس سے بھی زیادہ اور قوی ہے (۱) شیخ معروف کرخی اور (۲) شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور دو شخص اور ہیں اس بیان سے ایسے حضرات کا حصر چار میں مقصود نہیں بلکہ جن کا انہوں نے خود مشاہدہ کیا بیان کر دیا اور سیدی احمد بن زروق جو بہت بڑے فقہا اور علمائے دیار مغرب سے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک دن ابوالعباس حضرمی نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا امداد زندہ کی اقویٰ ہے یا کہ میت کی میں نے جواب دیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ امداد زندہ کی اقویٰ ہے مگر میں کہتا ہوں کہ میت کی امداد اقویٰ ہے شیخ نے کہا کہ تیرا جواب درست ہے کیونکہ وہ اللہ کے حضور اور اسکی بارگاہ میں حاضر ہیں اور اس مضمون کی روایات مشائخ عظام سے اس کثرت سے منقول ہیں کہ حساب شمار نہیں اور کتاب و سنت میں کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جو ان کے خیال کو رد کرے اور ان کے اقوال کے منافی ہو لیکن تحقیق سے یہ امر ثابت ہے کہ روح باقی ہے اور اس کے لئے علم شعور بھی زائرین کے متعلق ثابت ہے اور کاملین کی ارواح کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک خاص مقام و مرتبہ ثابت ہے جیسا کہ ظاہری حیات میں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اور اولیاء کرام کو جہاں میں کرامات و تصرفات حاصل ہیں اور یہ تمام چیزیں روح کے لئے ہیں اور روح باقی ہے متصرف حقیقی اور مستعان حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے باقی جو کچھ ہوتا ہے اسی کی قدرت سے ہوتا ہے اور یہ حضرات اپنے آپ کو جلال حق میں فنا کر دیتے ہیں حیاۃ ظاہری ہو یا حیاۃ بعد از ممات پس اگر کسی ایک کو کوئی چیز ان کے توسل سے دی جائے تو یہ بعید نہیں ہے جیسا کہ حالت حیاۃ ظاہری میں تھا فعل اور تصرف دونوں حالتوں میں نہ ہوں تو شرح میں اس پر دلیل قائم نہیں اور مولوی عبدالحکیم سیالکوٹیؒ کی کتاب ذوالبیب شیخ

محقق کی شرح مشکوہ سے نقل کیا :-

اما الاستمداد باهل القبور في غير النبي عليه السلام والانبياء فقد انكره كثيرة من الفقهاء وقالوا ليس الزيارة الا الدعاء للموتى والاستغفار لهم و اثبته مشائخ الصوفية قدس الله اسرارهم وبعض الفقهاء وذلك امر مقرر عند اهل الكشف و الكمال منهم لاشك في ذلك عندهم حتى ان كثيرا منهم حصل لهم الفيوض من الارواح وتسمى هذه الطائفة اويسية في اصطلاحهم۔ وبعد ازاں در رد منکرین ذکر کردہ / وما ادري ما المراد بالاستمداد والامداد الذي ينفيه المنكر والذي نفهمه ان الداعي المحتاج الفقير الى الله يدعوا الله ويطلب حاجته من فضله تعالى ويتوسل بروحانية هذا العبد المقرب المكرم عنده تعالى ويقول اللهم ببركة هذا العبد الذي رحمته واكرمته وبما لك به من اللطف والكرم اقض حاجتي واعط سؤالي انك انت المعطي الكريم۔ او ينادي هذا العبد المكرم المقرب عند الله تعالى ويقول يا عبد الله ويا وليه اشفع لي وادع ربك وسل ان يعطيني سؤالي ويعطيني حاجتي۔ فالمعطي والمسئول عنه والمامور به هو الرب تعالى و تقدس وما العبد في البين الا وسيلة وليس القادر والفاعل والمتصرف في الوجود الا هو واولياء الله هم الفانون الهالكون في فعله تعالى وقدرته وسطوته لا فعل لهم ولا قدرة ولا تصرف لا الآن ولا حين كانوا احياء في دار الدنيا فان صفتهم الفناء والاستهلاك ليس الا ولو كان هذا شركا و توجها الى غير الله كما زعمه المنكر فينبغي ان يمنع اليه التوسل وطلب الدعاء من عباد الله واوليائه في حالة الحيوة ايضا وليس ذلك مما يمنع وانه مستحب مستحسن شائع في الدين ولو زعم انهم عزلوا من الحالة والكرامة التي كانت لهم في الحيوة فما الدليل عليه او شغلوا عن ذلك بما عرض لهم من الآفات بعد الممات فليس كليا ولا دليل على دوامه واستمراره الى يوم القيمة غايته انه لم يكن هذا المسئلة كلية وفائدة الاستمداد

عامة بل يمكن ان يكون بعض منهم منجذبا الى عالم القدس و مستهلكا في حضرة الاله بحيث لا يكون له شعور و توجه الى عالم الدنيا وتصرف و تدبير فيه كما يوجد من اختلاف من احوال المجذوبين والمتمكنين من المشائخ في الدنيا و ان نفى ذلك مطلقا و انكر انكارا كليا فكلا ولا دليل على ذلك اصلا بل الدلائل قائمة على خلافه۔ نعم ان كان الزائرون يعتقدون ان اهل القبور متصرف فيهن مستبدين قادرين من غير توجه الى حضرة الحق والالتجاء اليها كما يعتقده العوام الجاهلون الغافلون و كما يفعلون غير ذلك من السجود والصلوة اليه مما وقع منه النهي والتحذير فذلك مما يمنع ويحذر و فعل العوام لا يعتبر قط وهو خارج عن المبحث وحاشا من العالم بالشريعة والعارف باحكام الدين ان يعتقد ذلك ويفعل هذا والمروي في الزيارة السلام على الموتى والاستغفار لهم وقراءة القرآن وليس فيها النهي عن الاستمداد فيكون الزيارة والاستمداد معا على تفاوت حالة الزائر والمزور ثم اعلم ان الخلاف انما هو في غير الانبياء فانهم احياء حقيقة بالحيوة الدنياوية بالاتفاق صلوة الله عليهم وانما اطنبنا الكلام في هذا المقام رغما لانف المنكرين فانه قد حدث في زماننا شرذمة ينكرون الاستمداد والاستعانة من الاولياء الذين نقلوا من هذه الدار الفانية الى الدار الباقية الذين هم احياء عند ربهم۔

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه واهد الصراط المستقيم

(انتہیٰ) ... ... عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ زائر بوقت زیارت قبر پر یہ کہے کہ اے اللہ اس بندے کی برکت سے کہ جس پر تو نے رحم کیا اور عزت بخشی اور اس لطف وکرم کی برکت سے تیرا اس کے ساتھ ہے میری حاجت پوری فرما اور جو میں طلب کرتا ہوں عطا فرما کیونکہ تو سخی عطا کرنے والا ہے یا زائر اس ولی کو خطاب کر کے یوں کہے کہ اے اللہ کے بندے اور اللہ کے ولی میری سفارش کر اور میرے لئے اپنے رب سے مانگ اور سوال کر کہ اے اللہ تعالیٰ میری حاجت کو پورا فرما - پس دینے والا اور سوال کیا ہوا اور مامور اللہ ہی کی ذات ٹھہری بندہ درمیان میں فقط وسیلہ اور ذریعہ بنا اور نہیں قادر اور متصرف اور فاعل مگر اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اور اولیا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے افعال میں فنا ہلاک کرنے والے ہیں اسکی قدرت اور سطوت میں اپنے آپ کو ختم کرنے والے ہیں حقیقتاً اولیا کے لئے قدرت وتصرف اور افعال نہ حیاۃ ظاہری میں تھے اور نہ اب ہیں کیونکہ ان کی شان فنا اور امتلاک ہے پس صرف یہی اگر یہ بھی شرک ہو تو توجہ الی غیر اللہ قرار پائے یعنی وسیلہ وذریعہ ہونا جیسا کہ منکرین کا گمان ہے تو پھر چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوسل اور اولیا سے دعا تک کو بھی ناجائز قرار دے دیا جائے حالانکہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ کے بندوں اور اولیا عظام سے طلب دعا سے بھی منع کر دیا جائے کیونکہ یہ ایک امر مستحب مستحسن اور شائع فی الدین ہے اور اگر یہ گمان کیا جائے کہ یہ حضرات کوچ کر گئے اور اس حالت وکرامت سے نکل چکے ہیں جو ان کو حیاۃ دنیا میں حاصل تھی اور اس چیز کو عدم استمداد کی دلیل بنایا جائے یا کہ اس وجہ سے اب صاحب کرامت واستمداد نہیں رہے کہ ممات کے بعد آفات کا محل بنے ہیں تو یہ امر کلی نہیں ہے اور اس حالت کے دوام واستمرار پر کوئی کوئی دلیل بھی قائم نہیں کہ یہ حالت تا قیامت قائم وثابت ہے ہاں زیادہ سے زیادہ

یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ مسئلہ کلی نہیں اور استمداد کے فائدے میں عموم نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ بعض اولیاء کرام عالم قدس کی جانب مائل ہوں اور اپنے آپ کو خدا کی بارگاہ میں اس طرح فنا کر دیا ہو کہ ان کو دنیا و مافیہا کا شعور اور اس کی جانب توجہ تک نہ ہو اور کسی قسم کا تصرف اور تدبیر بھی نہ ہو جیسا کہ مجذوبین کے حالات اور ان مشائخ کے احوال جو دنیا میں موجود ہیں پتہ چلتا ہے اور اگر کلیۃً استمداد ودعا کی نفی اور انکار کیا جائے تو ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس مدعی پر کسی قسم کی دلیل قائم کی جا سکتی ہے بلکہ اس کے خلاف پر دلائل قائم وثابت ہیں ہاں اگر زائرین قبور اس بات کا اعتقاد کریں کہ قبور حقیقتاً متصرف اور ہمیشہ کے لئے قادر ہیں بلا توجہ واذن من اللہ کے تو جیسا کہ جاہل وغافل عوام اعتقاد رکھتے ہیں اور سجدہ اور نماز اس کی جانب ادا کرتے ہیں جس سے کہ شرع نے منع کیا ہے اور روکا ہے تو اس فعل سے منع کرنا چاہیئے اور روکنا چاہیئے اور عوام کے فعل کا مطلقاً اعتبار نہیں عوام خارج من البحث ہیں اور عالم بالشریعۃ سے اور عارف باحکام الدین سے ایسا اعتقاد اور افعال سوچے بھی نہیں جا سکتے زیارت قبور سلام علی المیت دعا بخشش اور قرأت قرآن مروی ہے اور ان میں سے ایک شے بھی ممنوع شرعی نہیں اور استمداد کی بھی مذکور نہیں لہذا زیارت استمداد امداد تینوں ہوں گی علی اختلاف حال زائر والمزار - پھر جان لو کہ اختلاف غیر انبیاء علیہم السلام میں ہے کیونکہ یہ حضرات تو حیاۃ حقیقی سے موصوف ہیں اور حقیقۃً حیاۃ دنیاوی حاصل ہے بالاتفاق اور بیشک ہم نے اس مقام میں کلام بہت طویل کر دیا ہے صرف منکر کی کٹی ناک کو خاک آلود کرنے کے لئے کیونکہ ہمارے زمانے میں ایک گروہ پیدا ہوا ہے جو ان اولیاء کرام جو اس دار فانی سے انتقال کر گئے دار بقا کی جانب چلے گئے ہیں ان سے استمداد واستعانت کا انکار کرتا ہے وہ اولیاء کرام اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں نیز شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں تحریر فرمایا کہ ابن شیبہ نے سند صحیح کے

ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑا تو ایک شخص حضور علیہ السلام کے روضہ مبارک کے قریب آیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا اے آقا آپ اپنی امت کے لئے بارش طلب فرمادیں کیونکہ امت ہلاک ہو رہی ہے حضور علیہ السلام نے جواب میں اس شخص سے کہا کہ جاؤ اور فاروق اعظم رض کو خوش خبری دو کہ بارش ابھی ہونے والی ہے اور ابن جوزی نے روایت کی کہ ایک دفعہ اہل مدینہ سخت قحط کا شکار ہوئے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر قحط کی شکایت کی آپ نے فرمایا روضہ اطہر پر حاضر ہو کر چھت میں ایک ایسا سوراخ کر دو کہ جس سے آسمان اور روضہ اطہر کے درمیان کوئی حجاب باقی نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا فوراً بارش شروع ہو گئی۔ ۱

• میں کہتا ہوں کہ استمداد و استعانت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے زمانہ سے جاری و ثابت ہے بلکہ ام المومنین جو کہ خود مجتہدہ ہیں انہوں نے خود استعانت کا حکم فرمایا اور نبی کریم علیہ السلام نے استمداد چاہنے والے کو خوشخبری کی تلقین فرمائی کہ ابھی ہونے والی ہے معلوم ہوا کہ استمداد و استعانت کا انکار حقیقۃً سنت صحابہ کا انکار ہے دُفِّہِمْ بلکہ نبی کریم علیہ السلام نے خود اشارہ فرمایا جیسا کہ حصن حصین میں مذکور ہے وَاِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ اَحَدِكُمْ فَلْيُنَادِ اَعِيْنُوْا يَا عِبَادَ اللّٰهِ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ مومص. وَاِنْ اَرَادَ عَوْنًا فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ ــــــــ ترجمہ جب سواری گم ہو جائے تو کہے میرے مدد کرنے والے اللہ کے بندو اللہ تم پر رحم فرمائے اور اگر مدد کی ضرورت ہو تو تین مرتبہ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو کہے اور یہ نسخہ مجرب ہے یہ حدیث پاک اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے جواز استعانت میں صریح ہے اور یہ ظاہر ہے اس بات میں کہ اولیاء اللہ کو لفظ یا کے ساتھ پکارا جا سکتا ہے اور یہ دلیل

ہے ہماری جانب سے فرقہ محمد یہ (دیوبندی) کے خلاف جو منع کرتے ہیں یہاں تک کہ یا رسول اللہ کہنا بھی جائز نہیں سمجھتے شاید کہ منکرین نے یہ حدیث پڑھی ہی نہیں یا پڑھی ضرور ہو گی مگر اس پر عمل نہیں کیا اور ایک حدیث ترمذی ابن ماجہ نسائی شریف میں ندا یا کے متعلق مروی ہے وَمَنْ كَانَتْ لَهٗ ضَرُوْرَةٌ فَلْيَتَوَضَّاْ فَيُحْسِنَ وُضُوْءَهٗ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَدْعُوْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِيَقْضِيَ لِيْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ ۲ جس شخص کو ضرورت و حاجت پیش آئے تو وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے دو رکعت نماز پڑھ کر مذکورہ بالا دعا کرے اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی الرحمت کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے ذریعہ اور وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں مجھے یہ حاجت ہے تاکہ پوری کی جائے اے اللہ نبی کریم علیہ السلام کی سفارش میرے حق میں قبول فرمائے اور ان کو میرے لئے شفیع بنا۔ دلیل سوم ہر خاص و عام اہل اسلام سے عین نماز میں جو کہ اہم عبادت ہے اور مومن کی معراج ہے یہ ورد کرتا ہے ایسے وقت میں جو خاص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضوری کا وقت ہے ندا اور خطاب کرتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اور اس خطاب کی وجہ یہ ہے تاکہ نبی کریم علیہ السلام کی ذات شریفہ ہمیشہ مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کے لئے قرۃ العین آنکھوں کی ٹھنڈک تمام احوال اور اوقات میں رہے اور خصوصاً حالت عبادت میں اور پھر بالکل ... اختتام عبادت پر تاکہ معلوم ہو جائے کہ وجود نورانیت و انکشاف اس مقام پر بہت قوی ہے و زیادہ ہے جیسا کہ شیخ محقق نے شرح مشکوۃ میں بیان کیا اور اس مقام سے ایک اور مسئلہ بھی نکالا ہے صوفیائے کرام نے اسکا نام رابطہ شیخ رکھا ہے یعنی کامل و مکمل کی صورت کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا تاکہ تصور شیخ کی وجہ سے وسواس

شیطانی اور خیالات باطل سے بالکل پاک رہے اور پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے اپنے آپ اور دیگر ماسوا اللہ سے بھی علیحدہ رہے جیسا کہ کمزور بینائی والا شخص عینک کا محتاج ہوتا ہے اور بغیر عینک اس کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں اس طرح سالک مرید جسوقت باطن کا اکتساب شروع کرتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق حاصل ہو جائے مگر چونکہ اللہ تعالیٰ انتہائی لطافت میں ہے اور سالک انتہائی کثافت میں لہٰذا ایسا برزخ چاہیئے جو ذوجہتین ہو یعنی جسکا تعلق دونوں سے ہو کیونکہ ذوجہتین کے بغیر اللہ تعالیٰ سے کسب فیض مشکل ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ میں وسیلہ سے مراد شیخ کامل واکمل ہے کیونکہ شیخ کامل نبی کریم علیہ السلام کا نائب اتم ہے اور نائب کو بسبب وراثت وتبعیت کے منیب کے تمام کمالات سے حصہ میسر ہوتا ہے لامحالا نائب اپنی اصل اور غیب کے احکام سے موصوف ہوگا اس مقصد پر مزید بحث کرتے ہوئے ایک سند استمداد واستعانت کے ثبوت میں پیش کرتا ہوں طوالع الانوار میں نبی کریم علیہ السلام کی زیارت کے متعلق منقول ہے کہ وَلْیُفْرِغْ قَلْبَهٗ عَنْ كُلِّ شَیْءٍ مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْیَا وَمَا لَا تَعَلُّقَ لَهٗ بِالزِّیَارَةِ حَتّٰی یَطَّلِعَ قَلْبُهٗ لِلْاِسْتِمْدَادِ مِنْهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَالْقَلْبُ مَشْغُوْلٌ بِقَاذُوْرَاتِ الدُّنْیَا مِنَ الشَّهَوَاتِ وَالْاِرَادَاتِ مَحْرُوْمٌ مِنْ حُصُوْلِ الْمَدَدِ النَّبَوِیِّ بَلْ رُبَّمَا یُوْجِبُ الْمَقْتَ ذٰلِكَ لَاحِظٌ مَعَ ذٰلِكَ الْاِسْتِمْدَادِ مِنْ سَعَةِ عَفْوِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَعَطْفِهٖ وَلْیَسْتَحْضِرْ حَیَاتَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ قَبْرِهٖ وَاِنَّهٗ یَعْلَمُ زَائِرَهٗ عَلٰی اِخْتِلَافِ دَرَجَاتِهِمْ وَاَحْوَالِهِمْ وَقُلُوْبِهِمْ وَاِنَّهٗ یَمُدُّ كُلًّا مِنْهُمْ بِمَا یُنَاسِبُ مَا هُوَ عَلَیْهِ وَاِنَّهٗ خَلِیْفَةُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ یُعْطِیْ مَنْ یَشَاءُ وَیَمْنَعُ مَنْ یَشَاءُ فُوِّضَتْ اِلَیْهِ خَزَائِنُ كَرَمِهٖ وَلَا یَصِلُ اِلَی اللّٰهِ اَحَدًا اِلَّا مِنْ طَرِیْقِهٖ۔ وَرَوٰی اَبُوْ حَنِیْفَةَ فِیْ مُسْنَدِهٖ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ تَاْتِیَ قَبْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ

طوالع الانوار میں نبی کریم کی زیارت کے آداب یوں بیان کئے ہیں۔

اپنے دل کو ہر چیز سے خالی کرلے دنیاوی امور میں سے ہر اس چیز سے قطع تعلق کرلے جس کا زیارۃ سے واسطہ وتعلق نہیں تا کہ اس کا دل حضور علیہ السلام سے امداد حاصل کرنے کیلئے پوری طرح تیار ہو پس ایسا دل جو دنیا کے خس وخاشاک شہوت اور دنیاوی مرادوں میں مشغول ہو وہ مدد حاصل کرنے سے یکسر محروم ہوتا ہے مدد نبوی کا حصول اس کے لئے نہیں ہو سکتا بلکہ بسا اوقات مذکورہ بالا اسباب محرومی کو لازمی بنا دیتے ہیں حضور قلب کے ساتھ ساتھ اس چیز کا بھی لحاظ رکھے کہ نبی کریم علیہ السلام کی عفو ومہربانی لا بے پایاں ہے نیز آپکو اپنی قبر میں حیاۃ یعنی حیاۃ النبی کا عقیدہ بھی رکھتا ہو نیز یہ عقیدہ بھی رکھتا ہو کہ نبی کریم علیہ السلام ہر زائر کو اس کے درجہ اور مرتبہ کے مطابق جانتے ہیں۔ بلکہ احوال اور دل کی کیفیات بھی جانتے ہیں اور پھر یہ عقیدہ بھی رکھتا ہو کہ آپ ہر ایک کی امداد جو اس کے مناسب حال ہے فرما سکتے ہیں اور یہ عقیدہ بھی رکھتا ہو کہ نبی کریم علیہ السلام اللہ کے خلیفہ اعظم ہیں جسکو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں اور جس سے چاہتے ہیں روک لیتے ہیں اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم کے خزانے حضور علیہ السلام کے سپرد کر دیئے ہیں اور اللہ تعالیٰ تک کوئی بھی بغیر آپ کے طریقے اور ذریعے کے نہیں پہنچ سکتا اور امام اعظم ابوحنیفہ نے اپنے مسند میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ سنت یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے روضہ کا حاضری کے وقت متوجہ الی المزار ہو قبلہ کی طرف پیٹھ اور قبر انور کی جانب چہرہ اس کے بعد یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اور بیشک علماء کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ آپ اپنی قبر منور میں حیاۃ ہیں اور زائر کو جانتے ہیں کہا شیخ ابن حجر ہیتمی نے زائر کا بوقت زیارت کھڑا رہنا بیٹھنے سے افضل ہے کیونکہ منقول اسی طرح ہے اور ادب بھی اسی میں ہے اور کرمانی شارح بخاری نے کہا کہ

وَتَجْعَلَ ظَهْرَكَ إِلَى الْقِبْلَةِ وَتَسْتَقْبِلَ الْقَبْرَ بِوَجْهِكَ ثُمَّ تَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ وَقَدِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهِ الشَّرِيْفِ يَعْلَمُ بِزَائِرِهٖ قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ حَجَرِ الْهَيْتَمِيُّ وَوُقُوْفُهٗ فِيْ حَالِ الزِّيَادَةِ اَفْضَلُ مِنْ جُلُوْسِهٖ اِذْ هُوَ الْمَاثُوْرُ وَهُوَ الْاَدَبُ۔ وَقَالَ الْكِرْمَانِيُّ وَيَضَعُ يَمِيْنَهٗ عَلٰی شِمَالِهٖ كَمَا فِي الصَّلٰوةِ وَجَزَمَ اَصْحَابُنَا اسْتِحْبَابَ وُقُوْفِ الزَّائِرِ عَلٰی نَحْوِ اَرْبَعَةِ اَذْرُعٍ مِنَ السَّارِيَةِ الَّتِيْ عِنْدَ رَاْسِهِ الشَّرِيْفِ لَا يَقْرُبُ اَدْنٰی مِنْ ذٰلِكَ فَاِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ شِعَارِ اٰدَابِ الْاَبْرَارِ۔ قَالَ الشَّيْخُ عَلِيُّ الْقَارِيُّ وَمَالَ اِلَيْهِ النَّوَوِيُّ ثُمَّ يَطْلُبُ الشَّفَاعَةَ فِي الدُّنْيَا بِتَوْفِيْقِ الطَّاعَةِ وَفِي الْاٰخِرَةِ بِغُفْرَانِ الْمَعْصِيَةِ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ ثَلَاثًا ثُمَّ يَزُوْرُ صَاحِبَيْهِ الْمُكَرَّمَيْنِ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِمَا كَمَا حَرَّرَ وَيَقُوْلُ وَنَحْنُ نَتَوَسَّلُ بِكُمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَنَا اِلٰی رَبِّنَا وَاَنْ يَتَقَبَّلَ سَعْيَنَا وَاَنْ يُحْيِيَنَا عَلٰی مِلَّتِهٖ وَيُمِيْتَنَا عَلَيْهَا وَيَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ بِرَحْمَتِهٖ وَكَرَمِهٖ اِنَّهٗ كَرِيْمٌ رَحِيْمٌ اٰمِيْن۔ وَيَقُوْلُ (شعر)

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرَابِ اَعْظُمُهٗ
وَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ
فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

اور صاحب قصیدہ بُردہ نے کہا:

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِيْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے جیسا کہ حالت نماز میں ہاتھ باندھتا ہے بوقت زیارت یہی کیفیت ہونی چاہیئے اور ہمارے اصحاب نے اس اسطوانہ سے چار گز دُور کھڑا ہونے کو مستحب کہا جس کے قریب آپکا سر اقدس ہے اور اس سے زیادہ قریب نہ ہو کیونکہ ابرار کے شعار کے آداب کے خلاف ہے ملا علی قاری نے کہا اور امام نوی کا بھی یہی خیال ہے پھر شفاعت طلب کرے دنیا میں اطاعت کی توفیق سے اور آخرت میں گناہوں کی بخشش سے تو تین مرتبہ یہ الفاظ کہے یَا رَسُوْلَ اللهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ پھر شیخین یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے اور ان دونوں پر سلام کہے جیسا کہ پہلے تحریر کیا گیا ہے اور پھر کہیں کہ ہم وسیلہ پکڑتے ہیں تم دونوں کا طرف رسول کریم علیہ السلام کے تاکہ آپ ہماری ہمارے رب کے ہاں شفاعت فرمادیں یہ کہ اللہ تعالیٰ ہماری سعی کو قبول کرے آپ کی ملت پہ زندہ رکھے اور اسی پہ موت دے اور ہمارا حشر آپ کے گروہ میں فرمائے اپنی رحمت اور کرم سے بیشک وہ کریم رحیم ہے آمین۔

اے بہتر ان لوگوں سے کہ دفن کیا گیا ان کو قبروں میں اور خوشبودار ہوگئے ان کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے اس قبر پر میری جان قربان جس میں آپ ساکن ہیں، اس میں بزرگی سخاوت اور کرم ہے

اے تمام مخلوق سے زیادہ سخی کس سے میں مدد چاہوں تیرے بغیر جبکہ عام حوادثات کا نزول ہو۔

قولہ مولف اربعین نے کہا کہ اسی طرح قبر کے گرد طواف کرنا جائز نہیں۔

گویم میں کہتا ہوں کہ ملا علی القاری کی عبارت سے ممانعت معلوم ہوتی ہے مگر مطالب المومنین میں اس کا جواز نقل کیا گیا ہے۔ حَیْثُ قَالَ وَاِنْ کَانَ قَبْرُ عَبْدٍ صَالِحٍ وَیُمْکِنُ اَنْ یَطُوْفَ حَوْلَهٗ طَافَ ثَلٰثًا اَوْ سَبْعًا

ترجمہ اگر قبر بندہ صالح کی ہے اور اس کے گرد چکر لگانے بھی ممکن ہیں تو تین یا سات چکر لگائے نیز مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نفحات الانس میں ابو الخیر سے جواز کی روایت نقل کی ہے (واللہ اعلم) نوٹ ۔ جمہور کے مذہب کی اتباع کرتے ہوئے طواف نہیں کرنا چاہیے۔

قولہ مؤلف اربعین نے کہا کہ قبر کو بوسہ دینا جائز نہیں۔

اقول میں کہتا ہوں کہ مطالب المومنین میں مرقوم ہے کہ والدین کی قبر کو بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ کَانَ یَضَعُ یَدَهُ الْیُمْنٰی عَلَی الْقَبْرِ۔

ترجمہ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنا داہنا ہاتھ قبر پر حصول تسکین کے لئے رکھتے تھے اور وَوَرَدَ فِیْ سَنَدٍ جَیِّدٍ اَنَّ بِلَالًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا زَارَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ مِنَ الشَّامِ لِلْمَنَامِ السَّابِقِ ذِکْرُهٗ جَعَلَ یَبْکِیْ وَیُمَرِّغُ وَجْهَهٗ عَلَی الْقَبْرِ۔ وَجَاءَ عَنْ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قُبِرَ اَخَذَتْ فَاطِمَةُ اِبْنَتُهٗ قَبْضَةً مِّنْ تُرَابِ قَبْرِهٖ وَجَعَلَتْهُ عَلٰی عَیْنَیْهَا وَبَکَتْ وَاَنْشَدَتْ ؎

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدٍ
اَنْ لَّا یَشُمَّ مَدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا ۔ صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

وَقَالَ الْخَطِیْبُ بَعْدَ مَا ذُکِرَ عَنْ بِلَالٍ وَابْنِ عُمَرَ لَا شَکَّ اَنَّ الْاِسْتِغْرَاقَ فِی الْمَحَبَّةِ یَحْمِلُ عَلَی الْاِذْنِ فِیْ ذٰلِكَ وَالْمَقْصُوْدُ مِنْ ذٰلِكَ کُلِّهِ الْاِحْتِرَامُ وَالتَّعْظِیْمُ وَالنَّاسُ یَخْتَلِفُ مَرَاتِبُهُمْ فِیْ ذٰلِكَ کَمَا کَانَتْ یَخْتَلِفُ فِیْ حَیَاتِهٖ فَاُنَاسٌ حِیْنَ یَرَوْنَ لَا یَمْلِکُوْنَ اَنْفُسَهُمْ بَلْ یُبَادِرُوْنَ ......

سند جید میں مروی ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی زیارت کی تو پہلے واقعات اور یادیں تازہ ہونے کی وجہ سے رونے لگے اور اپنے چہرے کو مزار مقدس سے ملنا شروع کر دیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور علیہ السلام کو قبر انور میں داخل کیا گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک مٹھی مٹی لی اور اپنی آنکھوں پر رکھی اور رونا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ یہ اشعار پڑھے کیا حرج ہے اس شخص کے لئے کہ جس نے حضور علیہ السلام کے مزار کی مٹی سونگھی ہو کہ مدت دراز تک وہ قیمتی خوشبو نہ سونگھے مجھ پر مصائب ڈال دیئے گئے اگر یہ مصائب دنوں پر آجاتے تو وہ رات میں تبدیل ہو جاتے اور کہا خطیب نے بعد اس کے کہ ذکر کیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے شک اس بات میں کہ محبت میں استغراق اس کے جواز و اذن پر ابھارتا ہے اور مقصود اس سے احترام اور تعظیم ہے اور لوگوں کے مقاصد مختلف ہوتے ہیں اس معاملہ میں جیسا کہ زندگی میں مختلف ہوتے ہیں پس بعض لوگ وہ ہیں جب دیکھتے ہیں مزار مقدم تو اپنے آپ پر قبضہ برقرار نہیں رکھ سکتے

قولہ مؤلف اربعین نے کہا کہ قبر پر غلاف ڈالنا جائز نہیں جیسا کہ نصاب الاحتساب میں لکھا ہے۔ تَسْجِیَةُ الْقَبْرِ غَیْرُ مَشْرُوْعٍ اَصْلًا فِیْ حَقِّ الرِّجَالِ مردوں کے لئے ان کی قبر کو ڈھانپنا بالکل جائز نہیں۔

گویم میں کہتا ہوں کہ دلیل دعوٰی کے مطابق نہیں کیونکہ دلیل میں جس تسجیح کا ذکر اور ممانعت ہے وہ بوقت دفن ہے اس مسئلہ کو تمام فقہائے کرام نے ذکر کیا ہے

جس کا مطلب فقط اتنا ہے کہ بوقت دفن عورت کی قبر پہ پردہ کیا جائے مگر مرد کی قبر پہ نہ کیا جائے اس مسئلہ کو اولیاء کے مزار پر غلاف ڈالنے کی ممانعت سے دُور کا تعلق بھی نہیں طوالع الانوار اور اس کے متن در مختار میں لکھا ہے کہ وَیُسَجّٰی اَیْ یُغَطّٰی قَبْرُھَا اَیْ عَلٰی سَبِیْلِ الْوُجُوْبِ کَمَا صَرَّحَ بِہِ الزَّیْلَعِیُّ فِیْ کِتَابِ الْخُنْثٰی وَلَوْ خُنْثٰی لِاَنَّھَا تَعْمَلُ بِالْاَحْوَطِ وَاِنَّمَا یُسَجّٰی قَبْرُ الْمَرْاَۃِ لِاَنَّ بَدَنَھَا عَوْرَۃٌ فَلَا یُؤْمَنُ اَنْ یَنْکَشِفَ شَیْءٌ حَالَ الْاِنْزَالِ فِی الْقَبْرِ وَلِاَنَّھَا تُغَطّٰی بِالنَّعْشِ لِھٰذِہِ الْعِلَّۃِ وَقَدْ صَحَّ اَنَّ فَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا سُجِّیَ عَلٰی قَبْرِھَا بِثَوْبٍ وَنُعِشَ عَلٰی جَنَازَتِھَا وَلَمْ یَکُنِ النَّعْشُ قَبْلَ ذٰلِکَ فِیْ جَنَازَۃِ اَحَدٍ حَتّٰی مَاتَتْ فَاطِمَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا فَاَوْصَتْ اَنْ تُسْتَرَ جَنَازَتُھَا فَاتَّخَذُوْا لَھَا نَعْشًا مِنْ جَرِیْدِ النَّخْلِ فَبَقِیَ ذٰلِکَ سُنَّۃً فِیْ حَقِّ النِّسَاءِ فَیُسَجّٰی قَبْرُھَا اِلٰی اَنْ یُسَوّٰی عَلَیْھَا اللَّحْدُ وَلَا یُسَجّٰی قَبْرُہٗ لِاَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حَضَرَ جَنَازَۃَ زَیْدِ بْنِ الْمُکَفَّفِ تُسَجّٰی قَبْرُہٗ بِثَوْبٍ فَاَخَذَہٗ وَاَلْقَاہُ وَقَالَ اِنَّہٗ لَیْسَ بِامْرَاَۃٍ - قَالَ فِی السِّرَاجِ وَاخْتَلَفَتِ الْعِبَارَۃُ فِیْ ھٰذَا فَذُکِرَ فِیْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ اَنَّہٗ یُکْرَہُ لِاَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنْکَرَہٗ وَفِیْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ اَنَّہٗ لَا یُکْرَہُ وَھٰذَا یَقْتَضِیْ جَوَازَہٗ لِاَنَّہٗ یَفْعَلُ سَتْرًا لِلْمَیِّتِ وَذٰلِکَ غَیْرُ مَمْنُوْعٍ مِنْہُ ۱۲ اِلَّا اَنَّہٗ لَیْسَ بِسُنَّۃٍ ترجمہ عورت کی قبر کو پردے کے ساتھ ڈھانپ دیا جائے اور ایسا کرنا واجب ہے جیسا کہ تصریح کی زیلعی نے کتاب الخنثیٰ میں اور کہا اگرچہ خنثیٰ کیوں ہو کیونکہ عمل بالاحوط ہے اور کسی کی قبر پہ پردہ کیوں کیا جائے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تمام بدن عورت ہے ممکن ہے کہ اگر پردہ نہ کیا جائے تو بوقت انزال فی القبر جسم کا کوئی حصہ ننگا ظاہر ہو جائے یہی وجہ ہے کہ جنازے کی چارپائی پر نعش یعنی ڈولی بناتے ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے

متعلق ثابت ہے کہ آپ کی قبر پہ پردہ کیا گیا کپڑے کے ساتھ اور ڈولی بھی بنائی گئی اور یہ نعش یعنی ڈولی بنانا اس سے پہلے نہیں تھا آپ نے بوقت وصال وصیّت کی تھی کہ پردہ کیا جائے تو نعش بنائی گئی کھجور کی ٹہنیوں سے نعش تیار کی گئی تو اس دن سے ایسا کرنا عورت کے حق میں سنت ٹھہرا یعنی عورت کی قبر پہ پردہ کیا یہاں تک کہ لحد کو برابر کر دیا جائے اور مرد کی قبر پہ پردہ نہ کیا جائے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ زید بن المکفف کے جنازے میں شریک ہوئے تو ان کی قبر پہ پردہ کیا گیا آپ نے کپڑا پھینک دیا اور کہا یہ کوئی عورت تو نہیں سراج میں کہا کہ اس مسئلہ میں عبارات مختلف ہیں بعض مقام میں مکروہ کہا کیونکہ حضرت علیؓ نے منع فرمایا ہے بعض نے لا یکرہ کہا یعنی مکروہ نہیں اس سے جواز معلوم ہوتا ہے کیونکہ میت کے ستر کے لئے ایسا کیا جاتا ہے اور یہ منع نہیں مگر سنت بھی نہیں ۔

قولہ مولف اربعین نے کہا اسی طرح قبر پہ پھول یا پھولوں کی چادر ڈالنا بھی جائز نہیں ۔

گویم میں کہتا ہوں کہ قبر پہ پھول ڈالنا سنن میں سے ہے جیسا کہ صاحب طوالع الانوار نے لکھا ہے ۔ وَضْعُ جَرِیْدَۃٍ خَضْرَاءَ عَلَی الْقَبْرِ لِلْاِتِّبَاعِ وَسَنَدُہٗ صَحِیْحٌ وَلِاَنَّہٗ یُخَفَّفُ عَنْہُ الْعَذَابُ بِبَرَکَۃِ تَسْبِیْحِھَا اَکْمَلُ مِنْ تَسْبِیْحِ الْیَابِسَۃِ لِمَا فِیْ ذٰلِکَ مِنْ نَوْعِ حَیَاۃٍ وَقِیْسَ بِھَا مَا اُعْتِیْدَ مِنْ طَرْحِ الرَّیْحَانِ وَنَحْوِہٖ

صاحب طوالع الانوار نے کہا کہ سبز شاخ کا قبر پہ رکھنا نبی کریم علیہ السلام کی اتباع میں ہے اور اس کی سند صحیح ہے دوسری وجہ سبز شاخ رکھنے کی یہ ہے کہ اس کی تسبیح کی برکت سے صاحب قبر کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے اور اس سبز شاخ کی تسبیح بہ نسبت خشک تنے کے اکمل ہے کیونکہ اس میں ایک گونہ حیات ہے جو خشک تنے میں نہیں اور اسی پھول وغیرہ کے ڈالنے کے جواز کو قیاس کیا گیا ہے ۔

پھول جنازے پر چادر وغیرہ اسی پر قیاس ہیں نیز جس چیز سے زندہ خوش ہوتا ہے وہ چیز میت کی خوشی کا باعث بھی بنتی ہے کیا ہی کسی نے اچھا کہا ہے

بر سر خاک ما بیا نغمہ عشق را سرا ۔۔۔ کز جذبات شوق تو نعرہ زخاک بر زنم

ترجمہ۔ میری قبر پر عشق کا نغمہ آکر سنا تاکہ تیرے جذبات کے شوق سے میں قبر سے نعرہ لگاؤں۔

بعد از ہزار سال گر بر لحدم گذر کنی ۔۔۔ مشک صد غبار من روح شود ہمہ تنم

ترجمہ۔ اگر ہزار سال کے بعد بھی تو میری قبر سے گذرے تو میری خاک کستوری اور پورا جسم روح بن جائے گا۔

آن شمع راگذر بہ غبارم فتادہ است ۔۔۔ پروانہ چوں سمن بہ مزارم فتادہ است

ترجمہ۔ وہ شمع میری قبر سے گذری پروانہ کلی کی طرح میرے مزار پہ گرا۔

چمن نمود بہ نقش قدم غبار مرا ۔۔۔ گرفتہ است بہ گل شوخ مزار مرا

ترجمہ۔ اپنے نقش قدم سے میرے غبار کو باغ بنایا۔ سرخ پھولوں نے میرے مزار پر گھیرا ڈالا ہوا ہے۔

باروے پُر عرق سر خاک ما بیا ۔۔۔ اے ابر نو بہار بریں کربلا بہ بیا

ترجمہ۔ پسینہ سے تر انور چہرے کے ساتھ میری قبر پہ آ موسم نو بہار کے بادل اس کربلا میں آ۔

بر مزارم شیشہ بگذاشت پیر مے فروش ۔۔۔ کرد تخفیف عذاب از سبزۂ مینا مرا

ترجمہ۔ میرے مزار پر بوتل چھوڑ گیا شراب فروش بوڑھا۔ سبز شراب کی پیاس کے عذاب کو مجھ پر ہلکا کر دیا۔

قولہ مولف اربعین نے کہا کہ غیر خدا کی نذر ماننا شیرنی تقسیم کرنا اور طعام قبر پہ لانا بطریق نذر یا بطریق تقرب جائز نہیں۔

گوئم میں کہتا ہوں کہ نذر خدا کے لئے ثواب بزرگوں کے ارواح کیلئے اور طعام فقراء مجاورین کے لئے ہو تو اس میں حرج کیا ہے ایسا فعل بالکل جائز ہے جیسا کہ طوالع الانوار میں مرقوم ہے۔

فی بیان صحة النذر۔ أن يقول يا الله إني نذرت لك إن شفيت مريضي أو رددت غائبي أو قضيت حاجتي أن أطعم الفقراء الذين بباب الإمام أي فلان أو اشتري حصيرا لمساجدهم أو زيتا لوقودها أو دراهم لمن يقدم شعائرها أو غير ذلك مما يكون فيه نفع للفقراء والنذر لله عز وجل وذكر الشيخ إنما هو لبيان محل صرف النذر لمستحقيه المقيمين برباطه أو بمسجده فيجوز بهذا الاعتبار إذ مصرف النذر الفقراء وقد وجد ولا يقال هذا الكلام يقتضي نفي كرامات الأولياء وهي ثابتة بأدلة لا يمكن ردها لأنا نقول إجابة الله تعالى للملهوف الذي وصل إلى ضريح ولي من أولياء الله تعالى وكشف كربته كرامة من الله تعالى لعبده الصالح فالكاشف للكربة إنما هو الله تعالى والولي له عند الله جاه عظيم أوجب ذلك الجاه سرعة إجابة الله تعالى دعاء من لاذ به ومن ذلك للمولى الجليل باعتنائه

(انتہی۔)

ترجمہ۔ صحت نذر کے بیان میں یوں کہے۔ اے اللہ میں تیرے نام کی نذر مانتا ہوں اگر تو نے میرے مریض کو شفا بخشی یا میرے غائب کو لوٹایا یا میری حاجت پوری فرمائی یہ کہ میں کھانا کھلواؤں گا فلاں بزرگ کے در پر جو محتاج اور فقیر رہتے ہیں

ان کو یا ان کی مسجد کے لئے چٹائی خرید کر دوں گا یا تیل مسجد روشن کرنے کے لئے خرید کر دوں گا یا روپے دوں گا اس کے لیے جو تعظیم کے لئے آئے یا اس کے علاوہ جس میں نفع فقراء کے لئے ہو اور نذر خدا کے لئے اور شیخ نے ذکر کیا کہ بیشک یہ نذر کے خرچ کرنے کے محل بیان میں ہے طرف مستحق حضرات کے۔

(قال) مولف اربعین نے رسالہ کے خاتمہ میں کہا کہ انبیاء و رسل اس باب میں سوائے کلمہ لا ادری میں نہیں جانتا کچھ نہ کہینگے حضور علیہ السلام نے فرمایا وَاللّٰهِ لَآ اَدْرِیْ وَاللّٰهِ لَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ ۔ ترجمہ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

(اقول) میں کہتا ہوں (شاہ احمد سعید) کہ مجیب نے رسالہ کے خاتمہ میں خود اپنے عقاید کا اظہار کر دیا اور بحکم برتن میں جو ہوگا وہی اس سے ٹپکے گا لہذا لازم ہوا کہ ان کے مقابلہ میں میں بھی اپنے عقاید محامد اور مناقب کے باب میں بیان کروں اور نبی کریم علیہ السلام کی نعت توصیف و مدح تعریف کے ساتھ اپنے رسالہ کو مزین کروں ۔ مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ ۔ وَلٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ ۔

میں اپنے کلام سے ممدوح عالم فخر آدم و بنی آدم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کر رہا بلکہ آپ کے اسم گرامی سے میں اپنے کلام کو مزین بنا رہا ہوں اور اس تعریف و منقبت کو اپنے بہترین خاتمہ کے لئے ذریعہ اور وسیلہ بناتا ہوں

گر قبول افتد زہے عز و شرف

گر ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب ہنوز نام تو گفتن مرا نمی شاید

اول مولف اربعین کی دلیل کا جواب ذکر کیا جاتا ہے مولف اربعین نے کہا کہ حدیث میں ہے کہ آخرت کے متعلق کوئی نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کیا ہوگا اور کہاں سے اسے کھانا ہے اور کہاں اسے مرنا ہے یہ حدیث منسوخ ہے اور حدیث منسوخ

قابل استدلال نہیں اس حدیث کی ناسخ قرآن کریم کی آیت ہے۔ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ اور یہ آیت نبی کریم علیہ السلام کے حق میں ہے اور امت کے حق کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ ۔ قَالَ الطِّیْبِیُّ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ صلی اللہ علیہ طیبی نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ اس میں کئی وجہیں ہیں (۱) آپ نے اس وقت فرمایا جب عثمان بن مظعون کی بیوی نے عثمان کی وفات کے بعد کہا ہَنِیْئًا لَکَ الْجَنَّۃُ تجھے جنت مبارک ہو تو نبی کریم علیہ السلام نے اس کو سوء ادب سمجھ کر فرمایا کہ حکم بالغیب لگانا تیرے حال کے مناسب نہیں اسکی نظیر بالکل وہ قول ہے جو آپ نے ام المومنین سے فرمایا تھا جب آپ نے کہا تھا طُوْبٰی لِهٰذَا عُصْفُوْرٌ مِنْ عَصَافِیْرِ الْجَنَّۃِ اسکو مبارک ہو یہ تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑی ہے تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا اَوْ غَیْرَ ذٰلِکَ یَا عَائِشَۃُ (۲) یہ منسوخ ہے لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ سے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے لَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ کی تفسیر نفی ہے (۴) مخصوص ہے امور دنیا کے ساتھ بسبب حدیث میں غور کئے بغیر یہ حدیث یا اس سے ہم معنی احادیث کا محل نبی کریم علیہ السلام کے مُتَرَدِّدًا فِیْ عَاقِبَۃِ اَمْرِہٖ ہونے پر جائز نہیں کیونکہ احادیث صحیحہ سے بہترین انجام ثابت ہے خود نبی کریم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے خبر دی کہ آپ کو مقام محمود عطا کیا جائے گا اور اکرم الخلق علی اللہ اول شافع اور اول مشفع ہیں اور اسی طرح شیخ محقق نے ترجمہ مشکوۃ میں ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی پاک علیہ السلام کی شان میں فرمایا کَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ط جیسا کہ مبعوث فرمائے تم میں تم سے رسول جو تم پر قرآن کی آیتیں پڑھتے ہیں تمہارا تزکیۂ قلوب فرماتے اور حکمت سکھاتے ہیں اور ہیں وہ کچھ سکھاتے ہیں جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ بیشک تشریف لائے تمہارے پاس رسول تم میں سے ناگوار گذرتی ہے ان پر تمہاری مشقت مومنین کے ساتھ حریص ہیں مہربان اور رحیم ہیں تفسیر مدارک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ناموں میں سے دو نام کسی کے لئے جمع نہیں کئے سوائے سرکار نبی کریم علیہ السلام کے۔ ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ط اے محبوب کریم ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے آپ کی شان میں مزید آیات قرآنی کا نزول کس طرح اور کس شان سے ہوا ملاحظہ ہو آیت کریمہ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ط

اس آیت شریفہ سے آپ کی امت کی فضیلت روز روشن کی طرح عیاں ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ط اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ط يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔

وَقَالَ سُبْحَانَهٗ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ط وَقَالَ جَلَّ جَلَالُهٗ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ط فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذًا لَّآ اَرْضٰى وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِيْ فِي النَّارِ۔

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ عنقریب تیرا رب تجھے عطا فرمائے گا اور راضی کر دے گا۔ تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا میں اس وقت تک راضی نہ ہونگا جبکہ ایک امتی بھی میرا جہنم میں ہوگا۔

وَاَيْضًا قَالَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ط اَيْ بِالنُّبُوَّةِ وَغَيْرِهٖ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے تیرا ذکر بلند کر دیا۔ مفسر کہتے ہیں کہ نبوۃ اور اس کے علاوہ دوسرے درجات سے۔

اَيْ رَفَعَ مِثْلَ اَنْ قَرَنَ اِسْمَهٗ بِاِسْمِهٖ فِيْ كَلِمَتَيِ الشَّهَادَةِ وَالْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ وَالْخُطْبَةِ وَغَيْرِهَا وَجَعَلَ طَاعَتَهٗ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فِيْ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَاَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ وَخَاطَبَهٗ بِالْاَلْقَابِ۔ وَوَرَدَ فِي الْاَحَادِيْثِ الصِّحَاحِ اِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَاَكْثَرُ النَّاسِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ عَلَى اللّٰهِ وَاَوَّلُ مَنْ يَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ وَاَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لَهٗ وَحَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَحْتَهٗ اٰدَمُ وَمَنْ دُوْنَهٗ وَهُوَ الَّذِيْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عُلِّمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَنَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا قَائِلٌ قَوْلًا غَيْرَ فَخْرٍ وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَاَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَآئِلَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا وَاَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُهُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِيْبُهُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا اَيِسُوْا وَالْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيْحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ وَاَنَا اَكْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰى رَبِّيْ يَطُوْفُ عَلَيَّ اَلْفُ خَادِمٍ كَاَنَّهُمْ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ۔ وَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَخَطِيْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ لَوْلَاهُ لَمَا خَلَقَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ الْخَلْقَ وَلَمَا اَظْهَرَ الرُّبُوْبِيَّةَ كَانَ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ۔

خاکی و بہ اوج عرش منزل — امی و کتاب خانہ در دل

ترجمہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ملایا حضور علیہ السلام کا نام اپنے نام کے ساتھ کلمہ شہادت میں اذان میں اقامت اور خطبہ میں اور صحیح احادیث میں مروی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اولاد آدم سب کے ...... سردار ہیں قیامت کے دن اکثر امت والے ہیں اولین آخرین سے اکرم عزت والے ہیں سب سے پہلے آپ کی قبر انور پھٹے گی پہلے شفاعت کرنے والے اور شفاعت قبول کئے ہوئے ہیں سب سے پہلے آپ جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور اللہ تعالیٰ آپ کے لئے جنت کا دروازہ کھولے گا لواء الحمد کے اٹھانے والے ہیں قیامت کے دن آدم علیہ السلام اور دوسرے تمام انبیاء کرام آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے اور آپ نے فرمایا کہ مجھے اولین و آخرین علم عطا کیا گیا ہم آنے میں سب سے آخر ہیں قیامت میں سب سے آگے اور میں کہتا ہوں بلا فخر میں اللہ کا حبیب ہوں میں مرسلین کا قائد ہوں لیکن مجھے اس پر فخر نہیں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ کا بیٹا اور عبدالمطلب کا پوتا ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو مجھے بہتر مخلوق میں بنایا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو دو گروہ میں تقسیم کیا تو مجھے بہتر گروہ میں رکھا پھر انکو قبیلہ قبیلہ بنایا تو مجھے بہتر قبیلہ سے بنایا پھر گھروں کو بنایا تو مجھے بہتر گھر سے بنایا پس میں ذات کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں اور گھر کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو سب سے پہلے مزار سے میرا خروج ہوگا اور میں ان کا قائد ہوں گا جب وہ چلیں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ خاموش ہوں گے میں سفارش کروں گا جب گرفتار ہوں گے اور میں خوش خبری دینے والا ہوں گا جب وہ ناامید ہوں گے عزت اور چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں آدم علیہ السلام کی تمام اولاد سے شرافت و عزت والا ہوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک چکر لگائیں گے مجھ پہ چاندی کی طرح

خوبصورت ہزار غلام اور جب قیامت کا دن ہوگا تو میں تمام انبیاء کا امام ہونگا اور خطیب ہوں گا اور شفاعت کرنے والا مگر مجھے فخر نہیں اگر نبی کریم علیہ السلام کا وجود گرامی نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا نہ کرتا اور اپنی ربوبیت کا اظہار بھی نہ کرتا آپ نبی تھے اور آدم علیہ السلام پانی اور کیچڑ میں تھے۔

نماند بعصیاں کسے در گروہ — کہ دارد چنیں سید پیشرو

محمد عربی کآبروئے ہر دو سراست — کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

وہ شخص گناہوں میں رہن نہیں رہ سکتا جسکا ایسا سردار آگے جانے والا ہو حضور علیہ السلام تمام جہاں کی آبرو ہیں جو آپ کے در کی خاک نہیں اس کے سر پر خاک ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاُكْسٰى حُلَّةً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ یَمِیْنِ الْعَرْشِ لَیْسَ اَحَدٌ یَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَیْرِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ فَضَّلَ مُحَمَّدًا عَلَى الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰى اَهْلِ السَّمَاءِ قَالُوْا یَا اَبَا عَبَّاسٍ بِمَ فَضَّلَهٗ عَلٰى اَهْلِ السَّمَاءِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِاَهْلِ السَّمَاءِ وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ۝ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالُوْا وَمَا فَضْلُهٗ عَلَى الْاَنْبِیَاءِ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ الخ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ فَاَرْسَلَهٗ اِلَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ مشکوٰۃ شریف

وَعَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَكَ شَیْئًا یَّكُوْنُ فِیْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى قِیَامِ السَّاعَةِ

الْأَحَادِيثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ۔ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ قَدْ عَلِمَهٗ أَصْحَابِيْ
هٰؤُلَاءِ وَإِنَّهٗ لَيَكُوْنُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيْتُهٗ فَأَرَاهُ فَأَذْكُرُهٗ
كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ إِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ إِذَا رَآهُ عَرَفَهٗ"

(متفق علیہ) ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں جنت لباس سے جوڑا پہنایا جاؤں گا پھر میں عرش کی دائیں جانب کھڑا ہوں گا اس مقام پر میرے سوا کوئی دوسرا کھڑا نہیں ہو سکیگا اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ السلام کو تمام انبیاء کرام اور اہل سموات پر فضیلت بخشی ہے تو صحابہ کرام نے عرض کی کیسے آپ کو اہل سموات پر فضیلت دی گئی تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ نے اہل سموات سے فرمایا جو بھی ان میں سے یہ کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں پس اس کو ہم جہنم کی سزا دیں گے اور اسی طرح ظالم کی سزا ہے اور نبی کریم علیہ السلام سے اللہ نے فرمایا: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ حاضرین نے عرض کی کہ انبیاء کرام پر آپ کو کیسے فضیلت ملی تو آپ نے کہا کہ دیگر انبیاء عظام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر نبی کو ہم نے اس کی قوم کی زبان کے ساتھ مبعوث فرمایا یعنی ایک خاص قوم کے لئے ان کی بعثت تھی مگر نبی کریم علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر نذیر بنا کر مبعوث فرمایا تو یہاں بعثت عمومی ہے کوئی ذرہ بھی حضور علیہ السلام کے دائرہ رسالت و نبوت کے باہر نہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم علیہ السلام ہم میں کھڑے ہوئے اور آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا قیامت تک جو ہونے والا تھا آپ نے اسی مقام پر بیان کر دیا ہم میں سے کسی نے یاد رکھ لیا اور کوئی کچھ بھول گیا۔ مگر جب کوئی واقعہ سامنے آتا تو ہمیں یاد آجاتا کہ یہ نبی کریم علیہ السلام نے اس خطبہ میں بیان فرمایا تھا جیسا کہ کوئی آدمی حاضری کے بعد

غائب ہو جائے عرصہ کے بعد ملاقات ہو تو انسان پہچان جاتا ہے کہ یہ شخص تو وہی فلاں ہے اسی طرح کوئی واقعہ پیش آنے کے بعد ہم کو خطبہ میں اس کا مذکور ہونا یاد آجاتا۔

علیٰ ہذا القیاس بے شمار ایسے امور جن کا آخرت سے تعلق ہے آپ نے خبر دی جو یقیناً ہونے والے ہیں اور مومن کے لئے ضروری ہیں کہ ان امور پر ایمان رکھے پس کمال تعجب تو زمانہ کے ایسے علماء سے ہے جو باوجود وفور علم مخبر صادق علیہ السلام کے کہ کسی کو بھی دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے ایسا علم قدرت و عظمت عنایت نہیں ہوئی سب سے سبقت کا گیند لے گئے۔ اس طرح کہ کمالات و صفات میں آپ کی مثل کوئی بھی نہیں گذرا ۔

خوبی و ناز کرشمہ حرکات سکنات   آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

نہیں نہیں میں نے غلط کہا بلکہ سب سے ہر لحاظ اور ہر وجہ سبقت لے گئے ہیں۔

فَإِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ حَدٌّ   فَيُعْرِبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ

پس بیشک حضور علیہ السلام کی عظمت و فضیلت کی انتہا نہیں۔ کوئی بھی بولنے والا منہ سے اس کا اظہار کر سکے۔

ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ   شنیدہ کے بود مانند دیدہ

اے چہرہ زیبائے تو رشک بتان آذری   ہر چند وصفت می کنم در حسن زیبا تری

• تیرا چہرہ آذر کے خوبصورت اور منقش بتوں سے بھی خوبصورت ہے جتنی بھی میں تیری تعریف کروں تو اس سے بڑھ کر ہے۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام   بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

تو بایں جمال خوبی چہ بطور جلوہ آرائی !   ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

• تو اگر اس جمال خوبی کے ساتھ کوہ طور پر جلوہ نما ہو تو وہ ذات بھی ارنی کہے۔ جس نے لن ترانی کہا۔

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پر تو صفات   تو عین ذات مینگری در تبسمی

صورت تو نگارے نیا خرید خدا — ترا کشیدہ ودست از قلم کشید خدا

● تیرے نقش نگار کی مثل اللہ نے نہیں پیدا کیا - تجھے بنایا اور ہاتھ قلم سے کھینچ لیا

گر مصور صورت آں دلستاں خواہد کشید — حیرت دارم کہ نازش راچساں خواہد کشید

● اگر مصور اس محبوب کی صورت کھینچنا چاہے تو مجھے اس بات پر تعجب اور حیرانی ہے کہ اس کا ناز کس طرح کھینچیگا -

حضور علیہ السلام کے عام علم شریف کا انکار کرتے ہیں اور لا ادری کا کلمہ آپ کی شان میں لکھتے ہیں اور اپنی مثل جانتے ہیں - اور اپنے جیسا خیال کرتے ہیں -

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ترجمہ قریب ہے کہ آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور زمین پھٹنے لگے اور پہاڑ گرنے لگیں -

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ کفار کا مقولہ نقل کیا ہے کہ نہیں ہو تم مگر ہمارے جیسے : قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا

ہمسری با انبیاء بر داشتند — اولیا را ہمچو خود پنداشتند

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر — ما و ایشاں بستۂ خوابیم خورد

ایں ندانستند ایشاں از عمی — ہست فرقے درمیاں بے انتہا

ہر دو گوں زنبور خوردند از یک محل — لیک شد زاں نیش وزاں دیگر عسل

ہر دو گوں آہو گیا خوردند آب — زیں یکے سرگیں شدہ زاں مشک ناب

ہر دو نے خوردند از یک آب خور — آں یکے خالی و آں پر از شکر

صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بیں — فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں

ایں خورد گردد پلیدی زیں جدا — آں خورد گردد ہمہ نور خدا

ایں خورد زاید ہمہ بخل و حسد — واں خورد زاید ہمہ نور احد

ایں زمین پاک و آں شورست و بد — ایں فرشتہ پاک و آں دیوست و دد

ہر دو صورت گر بہم ماند رواست — آب تلخ و آب شیریں را صفاست

جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد بیاب — او شناسد آب خوش از شورہ آب

جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد طعوم — شہد را ناخوردہ کے دانی ز موم

سحر را با معجزہ کردہ قیاس — ہر دو را بر مکر پندارد اساس

ساحراں با موسیٰ از استیز ہا — بر گرفتہ چوں عصائے او عصا

زیں عصا تا آں عصا فرقیست ژرف — زیں عمل تا آں عمل راہے شگرف

لعنۃ اللہ ایں عمل را در قفا — رحمۃ اللہ آں عمل را در وفا

کافراں اندر مری بوزینہ طبع — آفتے آمد درون سینہ طبع

ہر چہ مردم می کند بوزینہ ہم — آں کند کز مرد بیند دمبدم

او گماں کردہ کہ من کردم چو او — فرق را کے داند آں استیزہ رو

ایں کند از امر آں بہر ستیز — بر سر استیزہ رویاں خاک ریز

ترجمہ - (۱) انبیاء کے ہم پلہ ہونے کا دعوی کرتے ہیں اولیا کو اپنی طرح گمان کرتے ہیں -

(۲) اور یہ کہتے ہیں کہ ہم بھی بشر ہیں اور انبیاء و اولیا بھی بشر ہیں - ہم اور انبیاء کھانے سونے میں ہم مثل ہیں -

(۳) اپنے اندھے پن کی وجہ سے کہ دونوں میں بے پناہ فرق ہے -

(۴) ہر دونوں طرح کی مکھیوں نے ایک جگہ سے کھایا لیکن ایک نے شہد پیدا کیا اور دوسری نے کاٹنا شروع کیا -

(۵) ہر دونوں طرح کے ہرنوں نے کھایا گھاس اور پیا پانی ایک سے گوبر پیدا ہوا اور دوسرے سے کستوری -

(۶) ہر دونوں کانوں نے ایک ہی پانی کی جگہ سے پیا ایک خالی اور دوسرا میٹھے سے بھرا ہوا -

(۷) سینکڑوں ایسی مشابہت کی چیزیں دیکھے گا لیکن ان میں فرق ہزار سال جیسا ہوگا

(۸) یہ کھاتا ہے تو اس سے پلیدہ جدا ہوتا ہے وہ کھاتے ہیں تو سب نور بن جاتا ہے

(۹) یہ کھاتا ہے تو سب حسد بخل ظاہر کرتا ہے وہ کھاتا ہے تو خدا کا نور بن جاتا ہے

(۱۰) یہ زمین اچھی وہ شور ہے یہ پاک فرشتہ ہے اور وہ شیطان درندہ ہے۔

(۱۱) سوائے صاحب ذوق کے نہیں پہچان سکتا پینے والی چیز وہ میٹھے پانی کو کڑوے سے جدا کرتا ہے۔

(۱۲) ذوق والے کے بغیر نہیں پہچان سکتا ۔ شہد نہ کھانے والا موم میں فرق نہیں کرسکتا۔

(۱۳) جادو اور معجزہ کو ایک دوسرے پر قیاس کیا دونوں کی بنیاد مکر فریب پر سمجھا۔

(۱۴) جادوگر موسٰی علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے ان کی طرح ہاتھ میں عصا پکڑے ہوئے

(۱۵) اس عصا سے اس عصا تک فرق ہے گہرا۔اس عمل سے اس عمل تک راستہ ہے

(۱۶) اس عمل کے بعد اللہ کی لعنت ہے۔اس عمل کے بعد اللہ کی رحمت ہے۔

(۱۷) کافر دراصل بندر کی طبیعت والے ہیں، طمع اور لالچ سینہ میں ایک آفت اور مصیبت ہے۔

(۱۸) جو کچھ لوگ کرتے ہیں تو بندر بھی ان سے دیکھ کر وہی کرتا ہے۔

(۱۹) اس نے گمان کیا کہ میں بھی اس کی طرح کرتا ہوں۔دونوں کے کرنے میں وہ فرق کو کیا جانے۔

(۲۰) یہ کرتا ہے حکم سے اور وہ مقابلہ کے لئے۔مقابلہ کرنے والوں کے سر پر خاک ڈال۔

صحیح حدیث میں مروی ہے کہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم علیہ السلام نے اپنے صحابہ صوم وصال سے منع فرمایا تو ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ خود تو صوم وصال رکھتے ہیں نبی کریم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا۔

کہ تم میں سے کون میری مثل ہے میں تو اللہ تعالیٰ کے پاس رات بسر کرتا ہوں اور مجھے میرا اللہ کھلاتا اور پلاتا ہے اس حدیث میں بھی نبی کریم علیہ السلام نے اپنی مماثلت بالامت کے ساتھ نفی فرمائی ہے اور حدیث میں یہ چیز بالصراحت موجود ہے اسکے باوجود نادان لوگ مماثلت کا دعویٰ کریں تو ان کا مقصد صرف حضور علیہ السلام کی کی مخالفت معلوم ہوتی ہے اور آپ کے حکم کی مخالفت کی سزا قرآن کریم میں موجود ہے وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِـعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْـرًا جو شخص ہدایت کے واضح ہونے کے بعد بھی نبی کریم علیہ السلام کی مخالفت کریگا تو ہم اس کا ٹھکانہ جہنم بنائیں گے۔اور یہ بدترین ٹھکانہ ہے افسوس ہزار بار افسوس کہ بالاشتراک تو تلاش کیا مگر مابہ الامتیاز پر غور نہ کیا اس نو پید طائفہ کے لئے خصائص کبریٰ کا مطالعہ لازمی و ضروری ہے تاکہ اس کا ایمان درست ہو جائے ورنہ عقیدہ میں خرابی ہی خرابی ہے حضور علیہ السلام کی خصوصیات سے چند باتیں رقم کرتا ہوں امید ہے ہوش گوش سے توجہ کرینگے۔

۱۔ آپ کے وجود باجود کے سبب زمانہ میں جو جہالت کی تاریکی وظلمت تھی نور ایمان وہدایت سے تبدیل ہوگئی اور آسمانوں پر جن وشیطان کی آمدورفت وجاسوسی ختم ہوگئی اور شہاب ثاقب سے مرجوم ہوئے۔

۲۔ اہل فارس کا آتشکدہ جو ہزار سال سے شعلہ زن تھا سرد ہوگیا۔

۳۔ آپ کی پیدائش یوں ہے کہ ختنہ کردہ ناف بریدہ سرمہ کشیدہ جب زمین پر تشریف لائے تو سر اقدس سجدہ میں رکھا اور اپنی انگلی مبارک آسمان کی طرف اٹھائی اس کے بعد سر اقدس اٹھایا اور بزبان فصیح کہا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ اس وقت بادل کا ٹکڑا نیچے اترا اور جب نبی کریم علیہ السلام کو اٹھالیا اور غائب کرلیا تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔میں نے

سنا منادی کہہ رہا تھا کہ حضور علیہ السلام کو جہاں کے گرد پھیرو تا کہ مخلوق آپ کو آپ کے نام سے اوصاف سے اور صورت سے پہچان لے اور چشم زدن میں وہ بادل روشن ہوا اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں تھوڑی دیر بعد پھر حضور کو واپس لایا گیا۔ یوں معلوم ہو رہا تھا کہ ستارے قریب آ رہے ہیں ایسا یقین ہو رہا تھا کہ سب کے سب زمیں پر گرنے والے ہیں اور آپ کے نور سے حرم کی تمام زمین روشن ہو گئی اور نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ ایک نور ظاہر ہوا کہ مشرق سے لیکر مغرب تک زمین روشن ہو گئی اس روشنی میں شام اور روم کے محلات نظر آنے لگے اور قصر نوشیرواں میں شگاف پڑ گئے چوداں کنگرے گرے۔ حلیمہ سعدیہ آپ کو اپنے قبیلہ میں لے کر گئیں بے پناہ برکات ان دنوں میں حلیمہ اور بنی سعدیہ کے قبیلہ کو حاصل ہوئیں۔ خشک سالی سبزہ سالی میں تبدیل ہوئی اور بالیقین قوم کے ہر چھوٹے بڑے نے جان لیا کہ یہ برکت فقط اس پیارے مہمان گرامی کی وجہ سے ہے بوقت رضاعت آپ نے عدل و انصاف کے پرچم کو بلند کرتے ہوئے دوسرے پستان سے دودھ تک نہ نوش فرمایا اس کو اپنے رضاعی بھائی کے لئے چھوڑ دیا اور بچپن میں آپ نے دوسرے بچوں کی طرح کبھی بھی لباس پاجامہ میں بول غائط نہ کئے بلکہ دن رات میں اپنے وقت معین پر ضروریات سے فراغت حاصل کی اور ستر عورت ہمیشہ فرماتے اگر کبھی کبھار جسم کا کوئی خاص حصہ بے پردہ ہو جاتا تو آپ اس کو ڈھانپنے کے لئے رونا شروع کر دیتے اگر پردہ ڈالنے میں کچھ تاخیر ہو جاتی تو غیب سے خود بخود کوئی پردہ ڈال دیتا فرشتوں و ملائک کے حرکت دینے سے آپ حرکت کرتے اور پہلو بدلتے اور چاند آپ سے کلام کرتا اور جس طرف آپ اشارہ فرماتے جھک جاتا اور آپ کے جسم کی بڑھائی ایک دن میں اسقدر ہوتی جتنا عام بچوں کی ایک ماہ میں جب سرکار دو ماہ کے ہوئے تو دیوار کے سہارے چلنے لگے اور جب عمر چھ ماہ کی ہوئی تو چلنے کی طاقت

بھی ہو گئی۔ اور جب آپ کی بات سننے کے لئے کوئی قریب ہوتا تو آواز آتی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور نو ماہ کی عمر شریف میں آپ فصیح و بلیغ کلام فرمانے لگے اور جب آپ کا پہلی مرتبہ شق صدر ہوا اس وقت آپ حلیمہ سعدیہ کے پاس تھے فرشتوں نے قلب مبارک شق کیا مصفی سیاہ نکالکر نور بھرا پھر دوبارہ دل کو خانہ میں رکھدیا زخم خود بخود مندمل ہو گیا اور ہزار آدمیوں کے ساتھ آپ کو وزن کیا گیا مگر وہ ہزار آپ کے ہم پلہ نہ ہوئے اگر ساری امت کے ساتھ آپ کو وزن کیا جاتا تو آپ کا پہلو راجح ہوتا اور جب بھی آپ شجر و حجر سے گذرتے تو آواز آتی :-

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ • اور بطن نخل میں جنوں کی ایک جماعت نے آپ کے دست مبارک پر ایمان قبول کیا اور ایمان لائی۔ کوئی جانور آپ کے سر اقدس کے اوپر سے نہیں گذرتا تھا آپ کے سر مبارک پہ بادل سایہ کرتے آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور مکھی آپ کے جسم مبارک پر نہیں بیٹھتی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج جسمانی کے ساتھ مختص فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنت و دوزخ پر مطلع فرمایا اور وہاں تک لے گیا جہاں کسی کے علم کی بھی رسائی نہیں اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا اللہ تعالیٰ نے اس رات دیدار اور کلام دونوں سے آپ کو نوازا۔ اولین و آخرین کے علوم آپ کو عطا فرمائے اور آنکھ کی قوت اس درجہ دی گئی کہ روشنی ہو یا تاریکی سامنے ہو یا پیچھے قریب ہو یا بعید حاضر ہو یا غائب آپ اس کو برابر دیکھتے عقد پروین میں گیاراں ستاروں کو شمار کر لیتے قوت سامعہ اس درجہ کی تھی کہ بیداری ہو یا خواب دور ہو یا نزدیک آپ سن لیتے آپ کی نیند ناقض وضو نہ تھی تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ آنکھیں آرام کرتی ہیں مگر دل غافل نہیں ہوتا اس پر نص قاطع ہے آپ کے دست مبارک پر ہزاروں معجزوں کا ظہور ہوا انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا کنکریوں کا دست مبارک میں تسبیح کہنا چاند کا اشارہ سے دو ٹکڑے ہونا کفار کا ایک مٹھی ریت سے نابینا

ہوجاتا اور بے شیر بچی سے دودھ کی نہریں جاری کرنا دست مبارک کو قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر پھیرنا جس سے ان کا چہرہ اس درجہ روشن ہوا کہ ہر چیز کا عکس ان کے چہرے میں نظر آنے لگا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مشک عنبر سے بھی بڑھکر خوشبو آپ کے پسینہ مبارک میں تھی جس کوچہ سے آپ کا گذر ہوتا خوشبوؤں کی وجہ سے لوگوں کو خود بخود معلوم ہوجاتا کہ آپ اس جانب تشریف لے گئے ہیں کیا ہی اچھا کسی نے کہا ہے ؎

قَلَقُ الْمَلِيْحَةِ وَهِيَ مِسْكٌ هَتْكُهَا ۔۔۔ وَمَسِيْرُهَا فِي اللَّيْلِ وَهِيَ ذُكَاءُ

محبوبہ کا اضطراب اس حال میں کہ وہ کستوری ہے اسکی پردہ دری ہے ۔۔۔ اور چلنا اس کا رات میں اس حال میں کہ وہ سورج ہے

أَمِنَ ازْدِيَارَكَ فِي الدُّجَى الرُّقَبَاءُ ۔۔۔ إِذْ حَيْثُ كُنْتَ مِنَ الظَّلَامِ ضِيَاءُ

امن میں ہیں تیری زیارت سے اندھیروں میں تیرے رقیب ۔۔۔ کیونکہ جہاں بھی تو ہو ہاں اندھیروں سے روشنی ہو جاتی ہے

لَمْ تَلْقَ هٰذَا الْوَجْهَ شَمْسُ نَهَارِنَا ۔۔۔ إِلَّا بِوَجْهٍ لَيْسَ فِيهِ حَيَاءُ

نہیں ملاقات کرسکتا اس چہرہ کی ہمارے ان کے سوا ۔۔۔ مگر ایسے چہرے کے ساتھ کہ جس میں حیا نہ ہو

جس یتیم کے سر پر دست مبارک پھیر دیتے وہ معطر اور درِّ یتیم بن جاتا اور عورتیں آپ کے پسینہ مبارک کو بوتلوں میں بند کر لیتیں۔ اور دلہنوں کو لگاتیں ان دلہنوں سے ایسی خوشبو آتی کہ دنیا جہان کے عطر اور گوناگوں اقسام خوشبو ان کا مقابلہ نہ کر سکتیں اور اس خوشبو کا اثر نسلاً بعد نسلاً رہتا جو شخص بھی آپ سے مصافحہ کرتا اس کے ہاتھوں سے خوشبو آتی رہتی۔ دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوۃ کا نشان کبوتری کے انڈے مانند یا دلہن کے ٹیکہ کی طرح تھا۔ معارج النبوۃ میں مرقوم ہے کہ مہر نبوۃ میں تین سطریں مرقوم تھیں (۱) اَلْعَظَمَةُ لِلّٰهِ (۲) لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (۳) درمیان میں تحریر تھا تَوَجَّهْ حَيْثُ شِئْتَ فَإِنَّكَ مَنْصُوْرٌ جسطرف آپ چاہیں جائیں آپ فتح یاب ہیں آپ کے فضلات پاک تھے زمین ان کو نگل جاتی اور اس جگہ سے خوشبو

آتی بعض صحابہ نے آپ کے خون کے قطرے کھا لئے اور ام ایمن نے برکت کے لئے بول مبارک نوش کر لیا اور آپ کو چالیس جنتی مردوں کے برابر قوت دی گئی آپ کا رعب اور ہیبت اسقدر تھی کہ ناواقف آدمی کانپنے لگتا جیسا کہ قبلہ سے مروی ہے کہ جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو پسینہ سے کانپنے لگے آپ نے فرمایا اے مسکینہ تجھ پر سکون واطمینان لازم ہے اور ابن مسعود کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص آپ کے سامنے کھڑا اچانک کانپنے لگا۔ آپ نے فرمایا تجھ پر سکون لازم ہے میں فرشتہ نہیں ہوں کہ تو گھبرا گیا ہے۔ آپ کو کبھی بھی احتلام نہیں ہوا شیطان آپ کی صورت نہیں اختیار کر سکتا اور عزرائیل علیہ السلام نے گھر میں داخل ہونے کی اجازت چاہی اسوقت تک کھڑے رہے جبتک کہ اجازت نہ ملی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ۔۔۔ جو ذات ان صفات کی جامع ہو ان کے علاوہ بھی تمام تمام صفات کمالیہ سے موصوف ہو جیسا کہ کتب میں موجود ہے کون ہے جو آپ کے ساتھ مساوات کا دعویٰ کرے اور مدعی مساوات ہو۔ ؏ :

دماغ بیہودہ پخت وخیال باطل بست

بیہودہ دماغ بڑھایا اور باطل خیال باندھا۔ مثل اس مکھی کے جو گدھے کے پیشاب میں بہتے ہوئے تنکے پہ بیٹھی خیال کرتی ہو کہ میں ایک ایسی کشتی پہ سیر کر رہی ہوں جو دریا کی موجوں میں چل رہی ہو۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ؕ بحرمتِ نبیٔ پاک افضل موجودات اشرف المخلوقات ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شفاعت کبریٰ کے ساتھ مختص ہیں اور پاک آل پہ اور پاک صحابہ پہ آمین یا رب العالمین ؕ

تمت

ضروری گذارش

اہل سنت کا ہمیشہ سے طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے بزرگوں اور رشتہ داروں کو ایصالِ ثواب کرنے کے لیے غریبوں اور محتاجوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمۃ کے ایصالِ ثواب کے لیے گیارہویں وغیرہ کرتے ہیں۔ یہ طریقہ اپنی جگہ پر بالکل درست ہے مگر اس پرفتن دور میں جبکہ باطل فرقے اپنی پوری قوت کے ساتھ گمراہ کن لٹریچر پھیلا رہے ہوں اور لوگوں کو دین اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے برگشتہ کر رہے ہوں تو اہلسنت کے لیے ازحد ضروری ہے کہ وہ علمائے اہل سنت کے لٹریچر کی اشاعت کے لیے بزم رضا سے تعاون فرمائیں کیونکہ بزم کا مقصد یہی ہے کہ گستاخوں کا ٹھوس اور مدلل طریقے سے رد کرنا۔ اس طرح جب تک یہ کتابیں لوگوں کے مطالعہ میں رہیں گی اور جتنے لوگ ہدایت یافتہ ہوں گے ان کا ثواب مرحومین کی ارواح کو برابر پہنچتا رہے گا اور دین کی اشاعت بھی ہوتی رہے گی۔ جو لوگ اپنے بزرگوں کو ایصالِ ثواب کرنا چاہیں ان کے لیے بہترین طریقہ یہی ہے کہ وہ بزم رضا کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ بہترین صدقہ جاریہ علم نافع پھیلانا ہے۔ دیکھیے شرح الصدور علامہ جلال الدین سیوطی قدس اللہ سرہ۔

بزمِ رضا ضلع گوجرانوالہ

اغراض و مقاصد بزم رضا

۱۔ سنی حنفی لٹریچر کی اشاعت کرنا۔

۲۔ دَورِ سابقہ کے علمائے حق اہل سنت کے لٹریچر کا ترجمہ کرا کر شائع کرنا اور مفت تقسیم کرنا۔

۳۔ فاضل بریلوی اور مولانا فضل حق خیرآبادی کی شخصیات سے روشناس کرانا۔

۴۔ تمام باطل فرقوں کے رد میں زیادہ سے زیادہ کتب کی اشاعت کرنا اور عوام اہل سنت کو ان کی بدمذہبیت سے آگاہ کرنا۔